"صحابی" کی تعریف کا تحقیقی جائزہ

(پہلی قسط)

تحریر: عرفان خالد ڈھلوں 'لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور

عربی زبان میں لفظ صحابی صحبۃ سے ماخوذ ہے۔ قاضی ابوبکر بن الطیب الباقلانی (۱) نے کہا ہے کہ علمائے لغت کے مابین اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ لفظ صحابی صُحْبَۃ سے مشتق ہے:

"لاخلاف بین اهل اللغة ان الصحابی مشتق من الصحبة"(۲)

علامہ سخاوی (۳) نے "فتح المغیث" میں لکھا ہے کہ لغوی طور پر صحابی کا اطلاق اس پر ہوگا جو ساتھی ہو' ساتھ رہے۔

"وهو لغة يقع على من صحب"(۴)

لسان العرب میں ہے:

"صحب يصحبة صحبة بالضم وصحابة بالفتح وصحابه: عاشره والصحب: جمع الصاحب والاصحاب جمع الصحب والصاحب:

---

(۱) قاضی ابوبکر محمد بن الطیب بن الباقلانی اصولی۔ متکلم' مناظر خطیب اور ثقہ حدیث کے عالم اور "ناصر السنۃ" تھے۔ ۴۰۳ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ آپ کا تعلق مالکی مذہب سے تھا۔ آپ کی ایک مشہور کتاب "اعجاز القرآن" ہے۔(تبیین الکذب المفتری لابن عساکر' ص:۲۱۷ ومابعد۔ العبر للذهبی ۲۰۷/۲ الفکر السامی للحجوی ۱۴۷/۲ مراۃ الجنان للیافعی ۶/۳)

(۲) الكفاية فی علم الرواية للخطيب البغدادی 'ص:۵۱۔ تهذیب الاسماء واللغات للنووی ص:۱۷۳۔التقييد والايضاح للعراقی 'ص:۲۹۶ فتح المغيث للسخاوی ص:۷۸ ج:۴

(۳) حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد سخاوی 'محدث' فقیہ' مورخ' اصولی' قریہ 'سخا' کی نسبت سے سخاوی کہلاتے ہیں۔ آپ ۹۰۲ھ کو مدینہ میں فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں۔(الضوء اللامع' المقاصد الحسنة فی الاحاديث الجارية على الالسنة۔ اصل الاصیل فی تحریم النظر فی التوراۃ والانجیل(معجم المولفین لعمر رضا کحالة ۱۵۰/۱۰ ۔ التاج المکل لصدیق حسن' ص۴۴۹ الفوائد البهیة للکنوی' ص:۳۸)

(۴) فتح المغیث للسخاوی ۷۷/۴

المعاشر"(۱)

اور "صاحب" ساتھی کو کہتے ہیں۔

جب اللہ تعالی کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو سوئے مدینہ ہجرت کی اذن ملی۔ آپ ﷺ نے اس بات سے حضرت ابو بکر صدیقؓ (۲) کو آگاہ فرمایا تو حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

" الصحبة یا رسول اللہ"

(یعنی اے اللہ کے رسول کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا)

آپ ﷺ نے فرمایا:

" الصحبة "(۳)(یعنی ہاں تم بھی ساتھ رہو گے)

قبل ازیں جب حضرب ابو بکر صدیقؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی تھی تو آپ ﷺ نے انہیں یہ فرمایا تھا کہ جلدی نہ کرو شائد اللہ تعالی تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

---

(۱). لسان العرب لابن منظور '۱/ ۵۱۹

(۲) آپ کا نام عبد اللہ تھا جو نبی اکرم ﷺ نے رکھا۔ والد کا نام ابو قحافہ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد الکعبۃ تھا۔ آپ کی کنیت ابو بکر ہے اور لقب عتیق ہے جو آپ کی خوبصورتی اور شرافت کی وجہ سے مشہور ہو گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے واقعہ معراج کی خبر کی تصدیق کرنے پر صدیق کہلائے۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے رؤساء میں سے تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ سفر ہجرت میں نبی ﷺ کے ساتھی تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ کے ہمراہ سب سے پہلے نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ نبی ﷺ نے اپنی آخری عمر میں آپ کو مسلمانوں کی نماز کا امام بنایا۔ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ راشد منتخب ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۳ھ کو ہوئی اور نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(السیرة النبویة لابن ھشام' ۲٦٦/۱۔ الاستیعاب لابن عبدالبر' ۳٦۱/٦ ومابعد' حلیة الاولیاء لابی نعیم الاصبھانی ۲۸/۱ ومابعد۔ تذکرة الحفاظ للذھبی ۲/۱ ومابعد' المعارف لابن لابی قتیبة ص:۷۳ ومابعد' الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۱٦۹/۳ ومابعد' شرح الطیبی علی مشکواة المصابیح ص:۱۸۳)

(۳) السیرة النبویة لابن ھشام' ۱۲۹/۲' السیرة النبویة لابن کثیر ۲۳۳/۲

" لاتعجل لعل الله یجعل لک صاحبا"(۱)

نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سفر ہجرت کے دوران غارِ ثور (۲) میں ٹھہرے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی معیت میں رہنے اور آپ کا ساتھی ہونے کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے صاحب تھے۔

قرآن مجید میں ہے:

" اذھمافی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا"(۳)

(جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ (نبی اکرم ﷺ) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے "غم نہ کر' اللہ ہمارے ساتھ ہے۔)

حضرت موسیٰ نے حضرت خضر (۴) کو قرآن مجید کے الفاظ میں یہ کہا تھا:

" قال ان سالتک عن شئی بعدھا فلا تصاحبنی"(۵)

(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) کہا: اس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں)

لہذا لغوی طور پر صحابی کا لفظ اس شخص کے لئے بولا جائے گا جو کسی کی صحبت میں رہا ہو'

---

(۱) السیرۃ النبویۃ لابن ھشام ۲/۱۲۷'۱۲۸' السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲/۲۳۲

(۲) مکہ سے پانچ میل کی مسافت پر جنوب کی جانب ایک پہاڑ کا نام ثور ہے جس کی غار میں مدینہ کی جانب ہجرت کے دوران نبی اکرم ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ ٹھہرے تھے (معجم البلدان لیاقوت الحموی ۲/۱۰۰' القاموس الاسلامی لاحمد عطیۃ اللہ ۱/۵۴۵)

(۳) سورت التوبۃ: ۴۰

(۴) حضرت خضر کے نسب میں چند اختلافی اقوال یہ ہیں: ابن آدم کی صلب سے قابیل بن آدم کے بیٹے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے۔ بنت فرعون کے بیٹے' فارس کے ایک شخص کے بیٹے' اس شخص کے بیٹے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا اور جس نے آپ کے ہمراہ سرزمین بابل سے ہجرت کی۔ وغیرہ وغیرہ۔ انہیں خضر اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی خشک زمین پر بیٹھتے تو ان کے نیچے والی جگہ سبز ہو جاتی۔ ان کے نبی اور صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ جو حضرت خضر کو نبی قرار دیتے ہیں وہ ان کے نبی غیر مرسل ہونے میں اختلاف کرتے ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے حضرت خضر کے نبی ہونے کے قول کو صحیح کہا ہے۔ ان کے اب تک زندہ ہونے کے بارے میں بھی علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ (الاصابۃ لابن حجر العسقلانی ۳/۱۰۰ ومابعد)

(۵) سورۃ الکھف: ۷۶

اس کا ساتھی ہو۔ اس کے ساتھ ملازمت رکھتا ہو اور اس کا صاحب ہو۔

صاحب کی جمع اصحاب "صحب' صحاب اور صحابۃ(۱) کے علاوہ اصیحاب بھی آئی ہے۔ قرآن مجید میں "اصحاب" کا لفظ متعدد بار استعمال ہوا ہے۔ مثلاً:

" الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل "(۲) .

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ(۳) کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"فاقول یا رب اصیحابی "(۴)

صاحب کی مونث صاحبۃ ہے جس کی جمع صواحب 'صواحبات اور صاحبات آتی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

"انی یکون له ولد ولم تکن له صاحبة"(۵) :

حضرت عائشہؓ(۶) روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) لسان العرب لابن منظور ۵۱۹/۱ 'کتاب جمهرة اللغة لابن درید الازدی ۲۲٤/۱

(۲) سورۃ الفیل: ۱

(۳) عبداللہ بن مسعود بن غافل کنیت ابو عبدالرحمٰن۔ آپ ابن ام عبد کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ آپ قدیم الاسلام اور بدری تھے۔ حضور ﷺ کے راز دار تھے۔ حضور ﷺ نے آپ کو فرمایا ہوا تھا کہ تاوقتیکہ میں تمہیں منع نہ کروں تمہیں اجازت ہے کہ تم میرے حجرے کا پردہ اٹھاؤ اور میرا راز سنو۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد حکومت میں آپ کو قاضی مقرر کیا۔ آپ کی وفات ۳۶ھ کو ہوئی۔(الطبقات الکبری لابن سعد ۱۵۰/۳ ومابعد۔تذکرۃ الحفاظ للذهبی ۱۳/۱ ومابعد۔الاستیعاب لابن عبدالبر ۲۰۷۔الاصابۃ لابن حجر ۲۱٤/٦ ومابعد۔اسد الغابۃ لابن الاثیر ۳۸۱/۳ ومابعد۔حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبهانی ۱۲٤/۱ ومابعد۔المعارف لابن قتیبۃ ص:۱۰۹۔شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح ۲۷۱/۱۲۔سیر اعلام النبلاء للذهبی ٤٦۱/۱

(۴) سنن ابن ماجه ابواب المناسک ' باب الخطبة یوم النحر ۴۸۳/۲

(۵) سورۃ الانعام: ۱۰۱

(۶) نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ 'حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی 'ام المؤمنین۔ بعثت کے چار یا پانچ سال بعد ان کی ولادت ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اکابر صحابہ ان سے مسائل پوچھتے۔ وہ اپنی وفات تک فتویٰ دیتی رہیں۔ آپ کی وفات ۵۷ھ اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۵۸ھ کو ہوئی۔(الطبقات الکبری لابن سعد ۳۷٤/۲' ومابعد۔الاستیعاب لابن عبدالبر ۸٤/۲' ومابعد۔ الاصابة لابن حجر ۳۷/۱۲' ومابعد۔سیر اعلام النبلاء للذهبی ۱۳۵/۲' حلیة الاولیاء لابی نعیم ۴٤/۲ ومابعد)

"ان کن صواحب یوسف"(۱)

حضرت عائشہؓ سے ہی مروی ایک اور حدیث میں "صواحبات" کا لفظ استعمال ہوا ہے:

"ان کن لانتن صواحبات یوسف"(۲)

"صحابی" کی اصطلاحی تعریف

لفظ "صحابی" کی کوئی ایک تعریف نہیں ہے۔ علماء نے اپنے اپنے انداز میں "صحابی" کی تعریف کی ہے۔ اس ضمن میں اصولیین اور محدثین کے درمیان واضح اختلاف ہے۔ محدثین نے "صحابی" کی جو تعریف کی ہے اس میں وسعت پائی جاتی ہے۔ جبکہ اصولیین نے بعض شرائط عائد کر کے "صحابی" کے دائرہ کو محدود کیا ہے۔

محدثین کے نزدیک "صحابی" کی تعریف

امام مالک (۳) نے اس شخص کو صحابی قرار دیا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں ایک

---

(۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ نے سے عرض کیا گیا کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ شائید نماز نہ پڑھا سکیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی عرض گیا۔ تیسری مرتبہ پھر آپ نے فرمایا اور فرمایا: ان کن صواحب یوسف" یعنی تم خواتین یوسف کی خواتین کی مانند ہو (صحیح بخاری کتاب الاذان باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ ۱/ ۱۰۳ومابعد۔
مزید ملاحظہ ہو: صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام اذا عرض لہ عذر من مرض وسفر ۲/ ۴۰ومابعد)

(۲) سنن نسائی کتاب الامامۃ باب الائتمام بالامام یصلی قاعدا۔ ۱/ ۲۸۴

(۳) مالک بن انس بن مالک ابو عبداللہ۔ امام، فقیہ، حافظ حدیث۔ آپ مالکی مذہب کے بانی تھے۔ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ امام دار الہجرت کا لقب پایا۔ آپ کے صحیح الروایت ہونے پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہے۔ امام مالک نے ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ اہم تصانیف: الموطاء، المدونۃ الکبریٰ (سیر اعلام النبلاء لذھبی ۴۸/۷ ومابعد۔ وفیات الاعیان لابن خلکان ۱۳۵/۴ ومابعد۔ العبر لذھبی ۲۱۰/۱۔ مراۃ الجنان للیافعی ۳۷۳/۱ ومابعد۔ تذکرۃ الحفاظ لذھبی ۲۰۷/۱ ومابعد۔ الفکر السامی للجحوی ۴۴۶/۱ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی ۳۱۶/۶۔ معجم المؤلفین لعمر رضا کحالۃ ۱۶۸/۸۔ التاج المکلل لصدیق حسن ۸۹)

سال یا ایک ماہ یا ایک دن رہا ہو یا آپ پر ایمان لاتے ہوئے آپ ﷺ کو دیکھا ہو۔

"من صحب رسول اللہ ﷺ سنۃ او شھرا او یوما اوراہ مومنا بہ فھو من اصحابہ"(۱)

علامہ ابن المدینی (۲) نے صحابی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

(من صحب النبی ﷺ او راہ ولو ساعۃ من نہار فھو من اصحاب النبی ﷺ (۳)

امام احمد بن حنبل (۴) نے بھی صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کی صحبت یا آپ کا دیدار ضروری قرار دیا ہے اور صحبت کے لئے مدت کی شرط نہیں لگائی۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک صحابی کی تعریف یہ ہے:

---

(۱) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۰/ ۲۹۸

(۲) علی بن عبداللہ بن جعفر بصری آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ حافظ، اصولی مورخ لغوی، مدینہ کے رہنے والے تھے۔ پھر بصرہ میں رہائش اختیار کرلی۔ آپ حدیث کے بلند پایہ عالم تھے۔ اور امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) کے استاد تھے۔ علامہ ابن المدینی نے ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔ اہم کتب۔ الاسامی والکنی۔ قبائل العرب۔ تفسیر فی غریب الحدیث۔ المسند فی الحدیث۔ (تھذیب الاسماء واللغات للنووی ۱/ ۳۵۰، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۲/ ۴۲۷، طبقات الحفاظ للسیوطی، ص: ۱۸۷، العبر للذھبی ۱/ ۳۲۹، معجم المؤلفین ۷/ ۱۳۲)

(۳) فتح المغیث للسخاوی ۴/ ۷۷

(۴) احمد بن حنبل، امام فقیہ، حنبلی مذہب کے بانی۔ آپ حافظ حدیث تھے۔ بغداد میں زندگی بسر کی۔ علامہ ابن المدینی (متوفی ۲۳۴ھ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ ارتداد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اور فتنہ خلق قرآن میں امام احمد بن حنبل سے دین اسلام کی مدد کی۔ امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی وفات پر مسلمانوں، یہود، نصاریٰ اور مجوسیوں نے سوگ منایا اور نوحہ کیا۔ (طبقات الحنابلۃ لابن ابی یعلی ۱/ ۴ ومابعد۔ تذکرۃ الحفاظ للذھبی ۲/ ۴۳۱ ومابعد، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی ۹/ ۱۶۱ ومابعد، المقصد الارشد لابن مفلح ۱/ ۲، التاج المکلل لصدیق حسن ص ۱۳۔ الفکر السامی للحجوی ۲/ ۲۰ ومابعد مراۃ الجنان للیافعی ۲/ ۱۳۲ ومابعد۔ العبر للذھبی ۱/ ۳۴۲)

"کل من صحبه سنة او شهرا او یوما او ساعة او راه فھو من اصحابه"(۱)

امام بخاری(۲) کے نزدیک صحابی کا مسلمان ہونا۔ اور نبی اکرم ﷺ کی صحبت پانا یا آپ کا دیدار کرنا کافی ہے:

"ومن صحب النبی ﷺ او رآه من المسلمین فھو من اصحابه"(۳)

علامہ خطیب بغدادی(۴) صحابی کی تعریف میں صحبت نبوی ﷺ کا ذکر کرتے ہیں:

---

(۱) التمہید الکلوذانی ۱۷۳/۳' الکفایة للخطیب البغدادی ص:۵۱' اسد الغابة لابن الاثیر ۱۱۹/۱' مناقب احمد بن حنبل لابن جوزی ص:۱۶۱' ابن حنبل لابی زھرة ص۱۴۶' طبقات الحنابلة لابن ابی یعلی ۲۴۳/۱' فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث للعراقی ۷۷/۴

(۲) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری' امام فقیہ' محدث' آپ بخارا میں پیدا ہوئے۔ حدیث جمع کرنے کیلئے کئی بلاد کا سفر کیا۔ آپ کی مرتب کردہ 'الجامع الصحیح' کو کتاب اللہ کے بعد افضل کتاب کہا جاتا ہے۔ جس میں ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے آپ غسل اور دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ التاریخ الکبیر آپ نے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر لکھی۔ آپ ہر روز دن میں ایک بار قرآن پاک ختم فرماتے۔ آپ نے ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔(مراة الجنان للیافعی ۱۶۷/۲' طبقات الحفاظ للسیوطی ص:۲۵۲ ومابعد' طبقات الشافعیة الکبری للسبکی ۲/۲ ومابعد' العبر للذھبی ۳۶۷/۱' ومابعد' تذکرة الحفاظ للذھبی ۵۵۵/۲ ومابعد' التاج المکلل لصدیق حسن ۹۸' الفکر السامی للحجوی ۸۹/۲ ومابعد۔

(۳) صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب فضائل اصحاب النبی ﷺ ۲/۶۷۳

(۴) ابو بکر احمد بن علی بن ثابت۔ حافظ حدیث' شاعر' ادیب۔ آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد عراق کی ایک بستی درزیجان کے خطیب تھے۔ آپ کی کنیت ابو بکر تھی اور آپ کا شمار چوٹی کے علمائے شافعیہ میں ہوتا ہے۔ شہر کے واعظوں اور خطیبوں کو حکم تھا کہ علامہ خطیب بغدادی کو دکھائے بغیر کوئی حدیث روایت نہ کریں۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد ۵۶ بیان کی جاتی ہے۔ بعض نے یہ تعداد ۷۹ بتائی ہے۔ آپ ۴۶۳ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ اہم تصانیف: التاریخ' الجامع الکفایة (الفکر السامی للحجوی ۳۸۹/۲' وفیات الاعیان لابن خلکان ۹۲/۱' التاج المکلل لصدیق حسن ۲۱' تذکرة الحفاظ للذھبی ۱۱۳۵/۳ ومابعد' طبقات الشافعیة للحسینی ص:۱۶۴ ومابعد' طبقات الحفاظ للسیوطی ص:۴۳۳ ومابعد' العبر للذھبی ۳۱۴/۲ ومابعد')

"فهو عندنا ممن صحب النبی ﷺ ولو ساعة من نهار"(۱)

علامہ ابو المظفر السمعانی المروزی(۲) فرماتے ہیں کہ علمائے حدیث نے اسم "صحابہ" کا اطلاق ہر اس شخص پر کیا ہے جس نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث یا کلمہ روایت کیا ہو۔ بلکہ وہ اس میں وسعت پیدا کرتے ہوئے اس شخص کو بھی صحابہ میں شمار کرتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے کی سعادت حاصل کی ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

" اصحاب الحديث يطلقون اسم الصحابة على كل من روى عنه حديثا او كلمة ويتوسعون حتى يعدون من رآه رؤية من الصحابة - وهذا لشرف منزلة النبی ﷺ اعطوا كل من رآه حكم الصحابة"(۳)

علامہ ابن قدامہ (۴) نے صحابی کیلئے ایمان کی حالت میں رؤیت اور صحبت رسول ﷺ ضروری قرار دی ہے۔ انہوں نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے:

"من صحب الرسول ولو ساعة ' ورآه مع الايمان به"(۵)

---

(۱) الكفاية فی علم الرواية للخطيب البغدادی 'ص:۵۰

(۲) منصور بن محمد بن عبد الجبار۔ مفسر 'عالم حدیث 'قبیلہ بنی تمیم کی شاخ سمعان کی نسبت سے سمعانی کہلائے پہلے حنفی المسلک تھے پھر شافعی مذہب اختیار کیا۔ آپ ۴۸۹ھ میں مرو میں فوت ہوئے۔ اہم تصانیف تفسیر السمعانی۔ البرہان ' الانتصار لاصحاب الحديث' القواطع (اصول فقہ) منہاج اهل السنة (الفوائد البهية الكنوی'ص:۱۷۴' طبقات الشافعية الكبرى للسبكی ۲۱/۴۔ طبقات الحفاظ للسيوطی 'ص:۴۳۳' طبقات الشافعية للحسينی 'ص:۱۷۹ ومابعد۔

(۳) قواطع الادلة لابی المظفر السمعانی ۳۹۲/۱

(۴) عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ۔ حنبلی فقیہ دمشق کے رہنے والے تھے۔ آپ قرآن 'تفسیر 'حدیث 'فقہ' اصول فقہ 'نحو' حساب 'اور ستاروں کے علوم میں ماہر تھے۔ آپ ۶۲۰ھ میں دمشق میں فوت ہوئے۔ آپ کی اہم تصانیف یہ ہیں: منهاج القاصدين فی فضل الخلفاء الراشدين' البرهان فی مسألة القرآن ' فضائل الصحابة' المغنی' الكافی' المقنع' الروضة العمدة۔ الاعتقاد' الاستبصار۔ كتاب التوابين (تراجم رجال القرنين لابن شامة'ص:۱۳۹ ومابعد مرآة الجنان لليافعی ۴۷/۴' طبقات الحنابلة لابن ابی يعلی ۱۳۳/۴' ومابعد' المقصد الارشد لابن مفلح ۱۵/۲ ومابعد۔

(۵) شرح مختصر الروضة للطوفی ۱۸۰/۲

علامہ ابن الاثیر (۱) نے صحابی کی تعریف میں لکھا ہے :

"فهو عندنا صحب رسول الله ﷺ ولو ساعة من نهار" (۲)

علامہ ابن الصلاح (۳) نے لکھا ہے کہ علمائے حدیث کے ہاں معروف طریقہ یہ ہے کہ جس مسلمان نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا وہ آپ کا صحابی ہے۔

"فالمعروف من طريقة اهل الحديث ان كل مسلم راوى رسول الله ﷺ فهو من اصحابه" (۴)

علامہ نووی (۵) نے بھی محدثین کی اس تعریف کو صحیح قرار دیا ہے کہ جس مسلمان نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا وہ صحابی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

---

(۱) علی بن اثیر ابو الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم الجزری۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور لقب عز الدین تھا۔ جزیرۃ ابن عمر کے رہنے والے تھے۔ بلند پایہ حافظ حدیث، محدث، لغوی، مورخ، علم الانساب اور علم الرجال کے ماہر تھے۔ آپ ۶۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی اہم تصانیف: اسد الغابة فی معرفة الصحابة، التاریخ الکامل، الانساب (تذکرة الحفاظ للذهبی ۱۳۹۹/۴ ومابعد، شذرات الذهب لابن العماد ۱۳۷/۵، وفيات الاعيان لابن خلكان ۳۴۸/۳ ومابعد، مرآة الجنان لليافعی ۷۰/۴۔

(۲) اسد الغابة لابن الاثير ۱۱۹/۱

(۳) عثمان بن مفتی صلاح الدین عبد الرحمن ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عمرو اور دمشق سے تعلق تھا۔ آپ حافظ حدیث، فقیہ، مجتهد، مفتی اور شافعی المسلک تھے۔ آپ کا انتقال ۶۴۳ھ کو ہوا۔ آپ کی چند اہم تصانیف: علوم الحدیث، شرح مسلم (طبقات الشافعیة الکبری للسبکی ۱۳۷/۵ ومابعد۔ وفيات الاعيان لابن خلكان ۲۴۳/۳ ومابعد، طبقات الشافعیة للحسینی ص ۲۲۰ ومابعد، تذکرة الحفاظ للذهبی ۱۴۳۰/۴، طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۵۰۳)

(۴) علوم الحدیث لابن الصلاح ص: ۲۶۳، التقييد والايضاح للعراقی ص ۲۹۱

(۵) یحیی بن شرف کنیت ابو زکریا لقب محی الدین۔ شام کے شہر حوران کے گاؤں نوی میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے نووی کہلائے۔ آپ شافعی المسلک تھے۔ حافظ حدیث، علوم حدیث اور علم الرجال کے ماہر تھے۔ آپ ۶۷۶ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم کتب: المنهاج فی شرح صحیح مسلم، رياض الصالحين، الاربعين، التبيان فی آداب حملة القرآن، تهذيب الاسماء واللغات، التقريب، شرح المهذب، منهاج الطالبين (طبقات الحفاظ للسيوطی ص: ۵۱۳۔ الفكر السامی للحجوی ۴۰۶/۲، مرآة الجنان لليافعی ۱۸۲/۴، طبقات الشافعية الكبرى للسبكی ۱۶۵/۵ ومابعد۔ طبقات الشافعية للحسينی ص: ۲۲۵ ومابعد)

"اختلف فی الصحابی علی مذهبین الصحیح الذی قاله المحدثون والمحققون وغیرهم انه کل مسلم رای رسول اللہ ولو ساعة"(۱)

علامہ ابن تیمیہ (۲) فرماتے ہیں :

"صاحب النبی ﷺ هو من رآه سومنابه وان قلت صحبته"(۳)

علامہ عبد العزیز البخاریؒ (۴) نے لکھا ہے کہ عام علمائے حدیث نے "صحابی" کی یہ تعریف کی ہے :

"من صحب النبی ﷺ لحظة فهو صحابی"(۵)

مندرجہ بالا تعریف میں رؤیت کی بجائے صحبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ

---

(۱) مسلم بشرح النووی کتاب الفضائل باب فضل الصحابة ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم 'مجلده جزء ۱۶'ص:۸۵' تهذیب الاسماء واللغات للنووی ص:۱۷۳' التقریب للنووی' ص:۳٤' تدریب الراوی للسیوطی ۲۰۸/۲)

(۲) احمد بن عبد الحلیم۔ لقب تقی الدین اور کنیت ابو العباس تھی۔ حران کے رہنے والے تھے۔ دمشق میں تعلیم پائی۔ آپ کا مسلک حنبلی تھا۔ آپ حافظ حدیث' مفسر' مجتہد' فقیہہ اور زاہد تھے۔ تخریج احادیث میں مہارت حاصل تھی۔ آپ نے حق گوئی کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حتی کہ دمشق کے ایک قلعہ میں نظر بندی کی حالت میں ۷۲۸ھ وفات پائی۔ آپ کے جنازہ پر جم غفیر تھا اور شعراء نے آپ کی موت پر مرثیے لکھے۔ آپ نے علم کے ہر فن میں لکھا۔ اور کئی مسائل میں ائمہ اربعہ سے اختلاف کیا۔ آپ کی تصنیف کردہ کتابوں کی تعداد چار ہزار سے زائد ہے۔ اہم تصانیف :السیاسة الشریعة رفع الملام عن الائمة الاعلام۔ الحسبة فی الاسلام۔ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۔اقتضاء الصراط المستقیم(طبقات الحفاظ للسیوطی ص۵۲۰ ومابعد' مرآة الجنان للیافعی ۲۷۷/٤ ومابعد۔تذکرة الحفاظ للذهبی ۱٤۹٦/٤ المقصدالارشد لابن مفلح ۱۳۲/۱ ومابعد البدر الطالع للشوکانی ٦۳/۱ ومابعد۔

(۳) مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۰/ ۲۹۸

(۴) عبد العزیز بن احمد بن محمد البخاری۔ آپ حنفی فقیہہ تھے۔ آپ کی اہم تصانیف میں الهدایة کی شرح "نکاح" تک' اصول البزدوی کی شرح کشف الاسرار اور شرح المنتخب الحسامی شامل ہیں۔ آپ ۷۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ (تاج التراجم لابن قطلوبغا'ص:۳۵' الفوائد البهیة للکهنوی ص:۹٤ومابعد۔

(۵) کشف الاسرار لعبد العزیز البخاری ۷۱۲/۲

الطیبی (۱) نے محدثین کے حوالے سے لکھا ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کا دیدار کیا ہو :

"الصحابی عند المحدثین : ھوکل مسلم رای رسول اللہ ﷺ" (۲)

علامہ ابن کثیر (۳) نے بھی "صحابی" کی تعریف میں حالت اسلام میں رؤیت نبی ﷺ کا ذکر کیا ہے اور صحابی کے لئے طویل صحبت اور نبی اکرم ﷺ سے روایت کو غیر ضروری قرار دیا ہے :

"من رای رسول اللہ ﷺ فی حال اسلام الروی وان لم تطل صحبتہ لہ وان لم یروعنہ شیئاً" (۴)

علامہ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) صحابی کی مندرجہ بالا تعریف کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ سلف و خلف جمہور علماء کا یہی قول ہے :

"ھذا قول جمہور العلماء خلفاء سلفا" (۵)

---

(۱) حسن بن محمد بن عبداللہ الطیبی بعض نے حسین نام لکھا ہے۔ علوم عقلیہ، لغت معانی وبیان کے عالم ۷۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ اہم تصانیف شرح الکشاف شرح مشکوۃ، البیان فی المعانی والبیان اور اس کی شرح (معجم المؤلفین لعمر رضا کحالۃ ۵۳/۴، شذرات الذہب لابن العماد ۱۳۷/۶ ومابعد۔ التاج المکلل لصدیق حسن ۳۷۷، البدر الطالع للشوکانی ۲۲۹/۱)

(۲) الخلاصۃ فی اصول الحدیث للطیبی ص: ۱۲٤۔ شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح ۷۱/۱

(۳) ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر بصری دمشقی حافظ، محدث، مفسر، مؤرخ، فقیہ۔ شافعی مذہب سے تعلق تھا۔ آپ کا انتقال ۷۷۴ھ کو ہوا۔ اہم کتب : البدایۃ والنہایۃ۔ السیرۃ النبویۃ۔ تفسیر القرآن العظیم۔ التاریخ، طبقات الشافعیۃ۔ اختصار تہذیب الکمال۔ مختصرا بن حاجب۔ (معجم المولفین لعمر رضا کحالۃ ۲۸۳/۲ ومابعد شذرات الذہب لابن العماد ۲۳۱/۶ ومابعد۔ التاج المکلل لصدیق حسن ص ۳۸۱، طبقات الحفاظ للسیوطی ص: ۵۳۳ ومابعد البدر الطلع للشوکانی ۱۵۳/۱، الفکر السامی للحجوی ٤۱۲/۲۔ الدیل الشافی لتغری بردی ٤۰۹/۱۔

(۴) الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لابن کثیر، لاحمد محمد شاکر، ص: ۱۶۹)

(۵) ایضاً، ص ۱۶۹

علامہ عراقی (۱) نے اس شخص کو صحابی قرار دیا ہے جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور جس کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا ہو۔

"من لقی النبی ﷺ مسلما ثم مات علی الاسلام" (۲)

علامہ جرجانی (۳) صحابی کیلئے رویت نبی ﷺ کو کافی قرار دیتے ہیں۔

"الصحابی: کل من رای النبی ﷺ" (۴)

علامہ ابن حجر عسقلانی (۵) نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے:

---

(۱) عبد الرحیم بن الحسین العراقی کے نام سے مشہور ہوئے۔ کنیت ابو الفضل اور لقب زین الدین تھا۔ آپ نے حدیث کی تدریس کی۔ مدینہ منورہ میں قاضی فائز رہے۔ آپ شافعی المسلک فقیہ اصولی، ادیب اور لغوی تھے۔ آپ ۸۰۶ھ میں قاہرہ میں فوت ہوئے۔ آپ کی اہم تصانیف: المراسیل، نظم منہاج البیضاوی (فی الاصول) الالفیۃ فی اصول الحدیث، التقیید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح، نظم الاقتراح۔ المغنی (الفوائد البهیۃ للکھنوی ص:۳۷۔ طبقات الحفاظ للسیوطی ص:۵۴۳ ومابعد، البدر الطالع للشوکانی ۳۵۴/۱ ومابعد، شذرات الذھب لابن العماد ۵۵/۷ ومابعد، الفکر السامی للحجوی ۴۱۴/۲)

(۲) التقیید والایضاح للعراقی ص: ۲۹۲

(۳) ابو الحسن علی بن محمد بن علی الجرجانی جرجان میں پیدا ہوئے۔ عالم شرق اور اپنے زمانے کے تمام علوم عقلیہ وغیرہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ۸۱۶ھ میں شیراز میں فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: شرح المفتاح، شرح المواقف العضدیۃ، شرح تذکرۃ الطوس، شرح فرائض الحنفیۃ، شرح الوقایۃ، شرح الکافیۃ بالعجمیۃ، حاشیۃ علی تفسیر البیضاوی، (البدر الطالع للشوکانی ۴۸۸/۱ ومابعد، (معجم المؤلفین لعمر رضا کحالۃ ۲۱۶/۷، الفکر السامی للحجوی ۲۱۳/۲، الضوء اللامع للسخاوی ۳۲۸/۵)

(۴) المختصر فی اصول الحدیث للجرجانی ص: ۷۱

(۵) شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی المصری اپنے کسی جد امجد کے لقب ابن حجر سے مشہور ہوئے۔ حافظ حدیث، محدث، شاعر۔ آپ شافعی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ مصر کے کئی شہروں میں قاضی کے عہدہ پر مامور رہے۔ ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ اہم کتب: فتح الباری، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، لسان المیزان، تہذیب التھذیب، نخبۃ الفکر، تلخیص الحبیر، تقریب التھذیب، اسباب النزول، نکت ابن الصلاح (معجم المؤلفین لعمر رضا ۲۹۵/۸، اللباب لابن الاثیر ۳۳۹/۲، التاج المکلل لصدیق حسن ۳۶۸، الدلیل الشافی لتغری بردی ۶۴/۱، طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۵۵۲ ومابعد، الفوائد البهیۃ للکھنوی ص ۱۶، الضوء اللامع للسخاوی ۳۶/۲، الفکر السامی للحجوی ۸۱۴/۲، البدر الطالع للشوکانی ۸۷/۱، ومابعد۔ شذرات الذھب لابن العماد ۲۷۰/۷)

"من لقی النبی ﷺ مومنابه ومات علی الاسلام"(١)

ان کے نزدیک نبی اکرم ﷺ سے ملاقات شرط ہے جو ایمان کی حالت میں ہو۔ علاوہ ازیں وہ صحابی کا خاتمہ بالاسلام بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ جبکہ "فتح الباری" میں علامہ ابن حجر عسقلانی (م ٨٥٢ھ) نے امام بخاری (م ٢٥٦ھ) کی تعریف کو راجح قرار دیا ہے۔(٢)

علامہ سخاوی (م ٩٠٢ھ) نے صحابی کیلئے مسلمان ہونا، نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا اور آپ کی صحبت پانا ضروری قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"رای النبی ﷺ مسلما ذو صحبة"(٣)

علامہ جلال الدین سیوطی (٤) نے بھی علامہ ابن حجر عسقلانی (م ٨٥٢ھ) جیسی تعریف کی ہے:

"من لقی النبی ﷺ مسلما ومات علی اسلامه"(٥)

علامہ سیوطی (م ٩١١ھ) نے اپنی کتاب "تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی" میں لکھا ہے کہ یحیٰ بن عثمان بن صالح المصری (٦) کے نزدیک صحابی وہ ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پایا ہو۔ اگرچہ آپ ﷺ کو اس نے دیکھا نہ ہو لیکن آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں اسلام قبول کر لیا ہو(٧)

---

(١) الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر العسقلانی ٧/١ نزهة النظر لابن حجر العسقلانی ص: ٥٧

(٢) فتح الباری لابن حجر العسقلانی ٧/٢

(٣) فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث للسخاوی ٧٧/٤

(٤) عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد جلال الدین السیوطی ٨٤٩ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر کے شہر سیوط" کی نسبت سے سیوطی کہلائے۔ قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، لغت، تاریخ، تصوف، غرض علم کے ہر شعبہ پر انہوں نے قلم اٹھایا۔ آپ کی وفات ٩١١ھ میں ہوئی۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: الاتقان فی علوم القرآن۔ تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور۔ طبقات الحفاظ (البدر الطالع للشوکانی ٣٢٨/١ ومابعد، الفکر السامی للحجوی ٤١٩/٢

(٥) تدریب الراوی للسیوطی ٢٠٩/٢

(٦) یحیٰ بن عثمان بن صالح، ابو زکریا، مصری، حافظ حدیث، شہروں کی تاریخ اور علماء کی وفیات کے عالم تھے۔ ان خبروں کو روایت کیا جو خبریں ان کے علاوہ کسی اور کے پاس نہ تھیں۔ یحیٰ بن عثمان کا انتقال ٢٨٢ھ کو ہوا (المنتظم لابن الجوزی ٣٥٨/١٢، تهذیب الکمال للمزی ٤٦٢/٣١ ومابعد)

(٧) تدریب الراوی للسیوطی ٢١٢/٢

علامہ شوکانیؒ (۱) نے بھی محدثین کی تعریف اختیار کی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ جمہور اس طرف گئے ہیں کہ صحابی وہ ہے جو آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ سے ملا ہو خواہ یہ ملاقات ایک گھنٹہ کیلئے ہی ہو۔اور خواہ آپ ﷺ سے روایت کیا ہو یا نہ روایت کیا ہو۔

وہ لکھتے ہیں :

"فذهب الجمهور الى انه من لقى النبى ﷺ مومنابه ولوساعة سواء روى عنه ام لا"(۲)

اصولیین کے ہاں "صحابی" کی تعریف

بعض علمائے حدیث نے اپنی کتب میں علمائے اصول کی تعریفوں کا ذکر کیا ہے۔

مثلاً علامہ ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ) نے بیان کیا ہے کہ اصولیین لفظ "صحابی" کا اطلاق اس شخص پر کرتے ہیں جس کی اتباع واخذ کے ارادے سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ طوالتِ صحبت اور کثرتِ مجالس ثابت ہو۔وہ لکھتے ہیں :

"والظاهر يقع على من طالت صحبته للنبى ﷺ، وكثرت مجالسته له على طريق التبع له والاخذعنه"(۳)

علامہ نوویؒ (م ۶۷۶ھ) نے بھی اصولیین کی تعریف صحابی کے بارے میں یہی لکھا ہے:

(۱) محمد بن علی بن محمد، ابو عبداللہ، الشوکانی، الصنعانی، صنعاء کے قریب ایک قریہ شوکان کی نسبت سے شوکانی مشہور ہوئے۔ مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، مورخ، ادیب نحوی، منطقی، متکلم، صنعاء کے قاضی رہے۔آپ کا سال وفات ۱۲۵۰ھ ہے۔آپ کی چند مشہور تصانیف یہ ہیں۔البدرالطالع، ارشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الاصول، فتح القدير الجامع بين فنى الرواية والدراية من علم التفسير، الفوائدالمجموعة فى فنى الاحاديث المجموعة، نيل الاوطار شرح منتقى الاخبار۔(البدر الطالع للشوكانى ۲۱۴/۲ ومابعد، التاج المكلل لصديق حسن ،ص۴۵۲ ومابعد، معجم المؤلفين لمحمدرضاكحالة ۵۳/۱۱، هداية العارفين لاسماعيل باشا ۴۶۵/۲ ومابعد، الفكر السامى للحجوى ۷۲/۲)

(۲) ارشاد الفحول للشوكانى، ص:۱۰۷

(۳) علوم الحديث لابن الصلاح،ص:۲۶۳

"انه طالت صحبته له ﷺ ومجالسته على سبيل التبع"(۱)

علامہ طیبی (م ۷۴۳ھ) نے بھی اصولیین کے حوالے سے "صحابی" کی تعریف میں اتباع اور اخذ علم کی غرض سے طویل صحبت کا ذکر کیا ہے۔(۲)

علامہ جرجانی (م ۸۱۲ھ) نے کہا ہے کہ اصولیین اس شخص کو صحابی قرار دیتے ہیں جس کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ طویل صحبت رہی ہو:

"وقال الاصوليون' من طالت صحبته"(۳)

"صحابی" کی تعریف کے مسئلہ میں بعض اصولیین نے محدثین سے موافقت کی ہے لیکن جمہور علمائے اصول نے محدثین کی تعریفات سے اختلاف کیا ہے۔ محدثین کی طرح اصولیین صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کو محض دیکھنا یا ملاقات یا صحبت کافی قرار نہیں دیتے بلکہ اصولیین طویل صحبت اور کثرتِ مجالس ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابی کی نبی اکرم ﷺ سے طویل صحبت اور مجلس آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ سے اخذ اور استفادہ کی غرض سے ہو۔

علامہ ابن فورک (۴) نے کہا ہے کہ صحابی وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کی مجالس میں اکثر رہا ہو اور نبی اکرم ﷺ کا ہو کر رہ گیا ہو۔

"هو من اكثر مجالسه' واختص به"(۵)

علامہ ابو الحسین البصری (۶) صحابی کیلئے دو چیزیں لازمی ٹھہراتے ہیں۔ ایک صحابی کا

---

(۱) تهذيب الاسماء واللغات للنووي' الجزء الاول من القسم الثاني' ص:۱۷۳

(۲) شرح الطيبي على مشكوة المصابيح ۷۱/۱

(۳) المختصر في اصول الحديث للجرجاني' ص ۷۱

(۴) ابو بکر محمد بن الحسن بن فورک۔ اصولی' متکلم' ادیب' واعظ' نحوی۔ اصول دین' اصول فقہ اور معانی قرآن میں آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ آپ نے نیشاپور میں ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔ (العبر للذهبي ۲۱۳/۲' شذرات الذهب لابن العماد ۱۸۱/۳ ومابعد' الفكر السامي للحجوي ۱٦٤/۲ ومابعد' مرآة الجنان لليافعي ۱۷/۳ ومابعد۔

(۵) البحر المحيط للزركشي ۳۰۱/٤' تبيين الكذب المفتري لابن عساكر' ص ۲۳۲ ومابعد

(۶) ابو الحسین البصری' محمد بن علی بن الطیب' معتزلی کلامی' اصولی' بغداد میں ۴۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی ایک مشہور کتاب "المعتمد فی اصول الفقہ" ہے۔ (شذرات الذهب لابن العماد ۲۵۹/۳' العبر للذهبي ۲۷۳/۲' مرآة الجنان لليافعي ۵۷/۳)

نبی اکرم ﷺ کی مجالس میں طویل عرصہ رہنا اور دوسرا یہ کہ صحابی کا نبی اکرم ﷺ کے پاس ٹھہرنا اتباع و اخذ کے ارادہ سے ہو۔ وہ لکھتے ہیں :

" اما الصحابی فینبغی ان یجمع فیه امران حتی یکون صحابیا: احدهما ان یطیل مجالسة النبی ﷺ --- والآخر ان یطیل المکث معه علی طریق التبع له والاخذ عنه' ولاتباع له "(۱)

قاضی ابو عبداللہ الصمیری (۲) کے نزدیک صحابی وہ شخص ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہو کر رہ گیا ہو جیسے مصحوب کا صاحب اس کے ساتھ مختص ہو جاتا ہے۔ قاضی ابو عبداللہ صحابی کیلئے روایت کرنا اور اخذ علم کو مشروط قرار نہیں دیتے ہیں۔

" هو من رای النبی ﷺ واختص به اختصاص صاحب المصحوب وان لم یروعنه ولم یتعلم منه "(۳)

علامہ ابن حزم (۴) طویل صحبت یا کثرتِ مجلس بغرض اتباع و اخذ علم کی شرط عائد نہیں کرتے بلکہ وہ صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھنا یا آپ سے کوئی جملہ سننا یا آپ کے کسی کام کو دیکھ کر اسے یاد رکھنا کافی قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں :

---

(۱) المعتمد فی اصول الفقه لابی الحسین البصری ۲/۱۷۲

(۲) الحسن بن علی' آپ بغداد کے حنفی فقہاء میں سے تھے۔ وہ قاضی کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ آپ ثقہ تھے۔ آپ ۴۳۶ھ کو خالق حقیقی سے جا ملے (العبر للذهبی ۲/۲۷۲۔ شذرات الذهب لابن العماد ۳/۲۵۶' مرآۃ الجنان للیافعی ۳/۵۷)

(۳) البحر المحیط للزرکشی ۴/۳۰۲

(۴) ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم۔ قرطبہ کے رہنے والے حافظ مجتہد' فقیہ اور شاعر۔ شروع میں شافعی المسلک تھے۔ پھر ظاہری ہو گئے۔ اموی خلیفہ عبدالرحمٰن بن ہشام مستظہر باللہ (عہد حکومت ۴۱۴ھ) کے وزیر بھی رہے۔ آپ کسی فقہی مذہب کے مقلد نہیں تھے۔ نہ خود اجتہاد کیا۔ اندلسی علماء کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی کئی کتب مذہبی تعصب میں نذر آتش کی گئیں۔ آپ ۴۵۶ھ یا ۴۵۷ھ میں فوت ہوئے۔ اہم کتب : المحلی' الملل والنحل' الاحکام فی اصول الاحکام (مرآۃ الجنان للیافعی ۳/۷۹' شرح الطیبی ۱۲/۲۱۰' الفکر السامی للحجوی ۲/۴۴ ومابعد' تذکرۃ الحفاظ للذهبی ۳/۱۱۴۶ ومابعد' طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۴۳۵ ومابعد' لسان المیزان لابن حجر عسقلانی ۴/۱۹۸ ومابعد' العبر للذهبی ۲/۳۰۶)

"اماالصحابة رضی اللہ عنہم فھو کل من جالس النبی ﷺ ولو ساعة، وسمع منه ولو کلمة فما فوقھا او شھد امرا یعیه"(۱)

قاضی ابو یعلی (۲) نے "صحابی" کی تعریف کے مسئلہ میں امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کی رائے کو اختیار کیا ہے۔ اور اس کے حق میں دلائل دیے ہیں (۳) امام احمد بن حنبل کے نزدیک صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کو محض دیکھنا یا آپ کی محض صحبت میں رہنا بھی کافی ہے اور صحبت کی کوئی مدت نہیں ہے۔

قاضی ابو یعلی (م ۴۵۸ھ) لکھتے ہیں :

"ظاہر کلام احمد: ان اسم الصحابی مطلق علی من رای النبی ﷺ وان لم یختص به اختصاص المصحوب، ولا روی عنه الحدیث لانه قال فی روایة عبدوس بن مالک العطار(۴) افضل الناس بعد اهل بدر القرن الذی بعث فیھم، کل من صحبه سنة او شھرا او یوما او ساعة او رآه فھو من اصحابه، له من الصحبة علی قدر ما صحبه"(۵)

---

(۱) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ۸۹/۵

(۲) محمد بن الحسین بن محمد ابو یعلی، قاضی، آپ حنبلی تھے۔ امام احمد بن حنبل کے شاگرد آپ کی اتباع کرتے تھے اور آپ کی کتب پڑھتے پڑھاتے تھے۔ آپ کا انتقال ۴۵۸ھ میں ہوا۔ آپ کی اہم تصانیف یہ ہیں۔ احکام القرآن، المعتمد، العدہ فی اصول الفقه، الکفایة فی اصول الفقه، الاحکام السلطانیه، کتاب الطب، شروط اهل الذمة (شذرات الذهب لابن العماد ۳۰۶/۳، طبقات الحنابلة لابن ابی یعلی ۱۹۳/۲، مرآة الجنان للیافعی ۸۳/۳)

(۳) العدة فی اصول الفقه لابی یعلی ۹۸۸/۳

(۴) ابو محمد عبدوس بن مالک العطار۔ ان کی امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کے ہاں بڑی قدر و منزلت تھی۔ امام صاحب ان سے شدید انس رکھتے اور انہیں مقدم جانتے تھے۔ عبدوس بن مالک نے امام احمد بن حنبل سے بعض ایسے مسائل روایت کئے ہیں جو ان کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کئے۔ (طبقات الحنابلة لابن ابی یعلی ۲۴۱/۱، المقصد الارشاد لابن مفلح ۲۸۱/۲)،

(۵) العدة فی اصول الفقه لابی یعلی ۹۸۷/۳، ۹۸۸/۳

علامہ الکلوذانی(۱) فرماتے ہیں کہ اکثر علماء صحابی کا اطلاق اس پر کرتے ہیں جو اتباع اور پیروی کی غرض سے نبی اکرم ﷺ کے پاس ٹھہرا ہو۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ علامہ جاحظ (۲) وغیرہ نے نبی اکرم ﷺ سے اخذ علم کی شرط بھی عائد کی ہے۔

علامہ الکلوذانی (م ۵۱۰ھ) لکھتے ہیں:

"وقال أكثر العلماء: لايقع هذاالاسم الا على من الحال المكث معه على وجهه التتبع له، وشرط الجاحظ وغيره مع ذلك ان ياخذعنه الغلم ايضا" (۳)

علامہ آمدی (۴) نے امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کی رائے سے موافقت اختیار کی ہے۔ علامہ آمدی بھی صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا کافی سمجھتے ہیں اگرچہ صحابی کو مصحوب کے ساتھ رہنے کی

---

(۱) محفوظ بن احمد بن الحسین الکلوذانی، فقیہ، ادیب، شاعر، آپ ۴۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔ حنبلی مذہب کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ آپ کی وفات ۵۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی اہم تصانیف یہ ہیں: التمهيد في اصول الفقه، الهداية في الفقه، الانتصار، اس کا نام الخلاف الکبیر بھی ہے۔ التهذیب (میراث کے بارے میں) (طبقات الحنابلة لابن ابي يعلى، كتاب ذيل لابن رجب ۱۱۶/۲ ومابعد۔ المقصد الارشد لابن مفلح ۲۰/۳ ومابعد)

(۲) عمرو بن بحر بن محبوب بصری معتزلی، لغوی نحوی ان کی دونوں آنکھیں بہت ابھری ہوئی تھیں اس لئے جاحظ کہلائے۔ معتزلہ کا فرقہ جاحظیہ ان سے منسوب ہے۔ علمائے جرح و تعدیل نے جاحظ کو غیر ثقہ، بدعتی اور کذاب لکھا ہے۔ جاحظ کی موت علمی کتابیں ان پر گرنے سے ہوئی۔ ان کا سال وفات ۲۵۰ھ سے ۲۵۵ھ کا قول بھی ہے۔ ان کی اہم کتب میں سے: الحيوان، البيان والتبيين ہیں۔ (سير اعلام النبلاء للذهبي ۵۲۶/۱۱ ومابعد، اللباب لابن الاثير ۲۴۸/۱ ومابعد، ميزان الاعتدال للذهبي ۲۴۷/۳، لسان الميزان لابن حجر ۳۵۵/۴، مرآة الجنان لليافعي ۱۶۲/۲ شذرات الذهب لابن العماد ۱۲۱/۲، روضات الجنات، محمد باقر موسوی ۳۲۴/۵)

(۳) التمهيد للكلوذاني ۱۷۳/۳

(۴) ابوالحسن علی بن ابی علی بن محمد، السیف الآمدی، متکلم اصولی، ایک شہر "آمد" کی نسبت سے آمدی کہلائے۔ پہلے حنبلی المسلک تھے پھر شافعی ہو گئے۔ علم الکلام اور منطق کے عالم تھے۔ علوم عقلیہ پر کئی کتب کے مصنف تھے۔ آپ ۶۳۱ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم تصانیف یہ ہیں: الاحكام في اصول الاحكام، ابكار الافكار في اصول الدين۔ منتهى السول في علم الاصول، لباب الالباب، دقائق الحقائق (وفيات الاعيان لابن خلكان ۲۹۳/۳، ومابعد، مرآة الجنان لليافعي ۷۳/۴ ومابعد، شذرات الذهب لابن العماد ۱۴۴/۵، العبر للذهبي ۲۱۰/۲، الفكر السامي للحجوي ۴۰۵/۲)

خصوصیت حاصل نہ ہوئی ہو اور نہ آپ سے کوئی حدیث روایت کی ہو اور نہ ہی وہ آپ کی صحبت میں طویل عرصہ رہا ہو۔ وہ لکھتے ہیں :

"فذهب اكثر اصحابنا واحمد بن جنبل الے ان الصحابی من رای النبیؐ وان لم يختص به اختصاص المصحوب‘ ولا روی عنه‘ ولا طالت مدة صحبته"(۱)

علامہ ابن حاجب (۲) نے "صحابی" کی یہ تعریف کی ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو اگرچہ اس نے کوئی حدیث روایت نہ کی ہو اور نہ ہی اس کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ طویل صحبت رہی ہو۔ ان کے الفاظ یہ ہیں :

"من رآه النبی ﷺ وان لم يرو ولم تطل"(۳)

علامہ طوفی (۴) صحابی کیلئے مطلق صحبت اور ایمان کی شرط لگاتے ہیں۔ خواہ یہ صحبت ایک لمحہ کیلئے ہی ہو۔ وہ صحابی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"من صحب الرسول عليه السلام مطلق الصحبة ‘ ولو ساعة۔ او لحظة ورآه مع الايمان به"(۵)

علامہ عبدالعزیز بخاری (م ۷۳۰ھ) نے جمہور اصولیین کے ہاں "صحابی" کی جو تعریف بیان کی ہے اس کی رو سے کسی شخص کا صحابی ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی اور آپ سے اخذِ علم کی خاطر آپ کی صحبت میں طویل عرصہ رہا ہو اور وہ لکھتے ہیں :

---

(۱) الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی ۱۳۰/۲

(۲) عمر بن محمد بن منصور‘ ابن الحاجب دمشقی حافظ حدیث تھے۔ آپ صرف ۳۷ بہاریں دیکھ کر ۶۳۰ھ کو فوت ہوگئے۔ آپ کی چند اہم کتب: الاربعین المصافحات‘ منتهی الوصول والامل وغیرہ۔ (مرآة الجنان لليافعی ۷۰/۴‘ معجم المؤلفین لعمر رضا كحالة ۳۱۸/۷‘ شذرات الذهب لابن العماد ۱۳۸/۵‘ تذكرة الحفاظ للذهبی ۱۴۵۵/۴ ومابعد)

(۳) منتهى الوصول والامل لابن الحاجب‘ ص: ۸۱

(۴) سلیمان بن عبد القوی بن عبد الکریم الطوفی فقیہ‘ اصولی۔ بغدادی حنبلی لیکن رافضی شیعہ۔ سنی عقائد سے منحرف بعض صحابہ کے بغض میں قصیدہ لکھا آپ نے ۷۱۶ھ کو وفات پائی۔ آپ کی چند اہم کتب : الاکسیر فی قواعد التفسیر‘ شرح مختصر الروضة (المقصد الارشد لابن مفلح ۴۲۵/۱ ومابعد‘ شذرات الذهب لابن العماد ۳۹/۶۔ مرآة الجنان لليافعی ۲۵۵/۴۔ کتاب ذیل طبقات الحنابلة لابن رجب الدرر الكافية لابن حجر ۱۵۴/۲ ومابعد

(۵) شرح مختصر الروضة للطوفی ۱۸۵/۲

"انه اسم لمن اختص بالنبی ﷺ وطالت صحبته مع طریق التتبع له والاخذعنه"(۱)

علامہ تاج الدین سبکی(۲) نے طویل صحبت اور روایت کرنے کی شرط نہیں لگائی بلکہ یہ کہا ہے کہ جو حالتِ ایمان میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اکٹھا رہا ہو وہ صحابی ہے۔

"من اجتمع موسنا بمحمد ﷺ وان لم یرو ولم یطل"(۳)

علامہ زرکشی(۴) کہتے ہیں کہ "صحابی" کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شخص ایمان کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اٹھا رہا اور آپ کی صحبت میں رہا خواہ ایک لمحہ کیلئے ہی کیوں نہ ہو، وہ صحابی ہے اگرچہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہو یا نہ کی ہو۔ کیونکہ لغت اسی بات کا تقاضا کرتی ہے۔ اگرچہ عرف یہ چاہتا ہے کہ صحبت طویل اور کثرت کے ساتھ ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

"قلنا: اختلفوا فیه فذهب الاکثرون الی انه من اجتمع - موسنا- بمحمد ﷺ وصحبه ولوساعة، روی عنه اولا، لان اللغة تقتضی ذلک، وان کان العرف یقتضی طول الصحبة"(۵)

---

(۱) کشف الاسرار لعبدالعزیز البخاری ۷۱۲/۲

(۲) ابو النصر عبد الوهاب بن علی بن الکافی، تاج الدین سبکی مصر میں پیدا ہوئے۔ فقہ، اصول اور لغت میں کمال حاصل تھا۔ آپ شافعی المسلک تھے۔ آپ ۷۷۱ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: شرح منهاج للبیضاوی، شرح مختصر ابن حاجب، الناموس، الطبقات، شرح المشکوٰة، جمع الجوامع، شرح النخبة، شرح الشفاء، شرح الشاطبیة (البدرالطالع للشوکانی ۴۴۵/۱ ومابعد، الفوائدالبهیة للکهنوی، ص۱۹۶- شذرات الذهب لابن العماد ۲۲۱/۶، الفکرالسامی للحجوی ۴۱۱/۲ ومابعد، معجم المؤلفین لعمررضاکحالة ۲۲۵/۶، الدلیل الشافعی لتغری بردی ۴۳۳/۱)

(۳) جمع الجوامع للسبکی معحاشیة البنانی ۱۶۵/۲ ومابعد

(۴) محمد بن بهادر بن عبد الله الزرکشی، مصری، شافعی، آپ کا انتقال ۷۹۴ھ کو ہوا۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: شرح المنهاج للاسنوی، شرح جمع الجوامع للسبکی، البحرالمحیط فی اصول الفقه، الدیباج فی توضیح المنهاج (شذرات الذهب لابن العماد ۳۳۵/۶، معجم المؤلفین لعمر رضاکحالة ۱۲۱/۹، ۲۰۵/۱۰)

(۵) البحرالمحیط للزرکشی ۳۰۱/۴

علامہ ابن اللحام(۱) نے لکھا ہے کہ اکثر کے نزدیک صحابی وہ مسلمان ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو یا آپ کے ساتھ اکٹھا رہا ہو۔

" من رآه عليه السلام عند الاكثر مسلما او اجتمع به"(۲)

علامہ ابن الھمام (۳) نے جمہور علمائے اصول کی جو تعریف نقل کی اس کے تحت صحابی کیلئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں اتباع کی غرض سے اتنی طویل مدت تک ضرور رہا ہو جس مدت کے تحت عرف میں کسی کا صاحب ہونے کا اطلاق ہوتا ہو۔ صحیح بات یہی ہے کہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔ وہ جمہور اصولیین کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" من طالت صحبة متتبعا مدة يثبت معها اطلاق صاحب فلان عرفا بلا تحدفي الاصح"(۴)

علامہ ابن ھمام (م ۸۶۱ھ) جمہور اصولیین کی تعریف کو اختیار کرتے ہیں اور اسے صحیح ترین قرار دیتے ہیں۔(۵)

---

(۱) ابو الحسن علی بن محمد بن عباس 'ابن اللحام' دمشقی، حنبلی۔ آپ کا انتقال ۸۰۳ھ میں ہوا۔ آپ کی اہم کتب یہ ہیں: المختصر في اصول الفقه على مذهب لامام احمدبن حنبل'القواعد الاصولية والاخبار العلمية في اختيارات ابن تيمية-تجريد العناية في تحرير احكام النهاية (شذرات الذهب لابن العماد ۳۱/۷' الفكر السامي للحجوى ۴۴۱/۲)

(۲) المختصر في اصول الفقه على مذهب الامام احمد بن حنبل لابن اللحام'ص:۸۸

(۳) محمد عبد الواحد بن عبد الحمید کمال الدین جو ابن الھمام الاسکندری کے نام سے مشہور ہیں۔ اسکندریہ میں پیدا ہوئے۔ فقہ 'اصول' نحو' تصریف' معانی' بیان' تصرف اور موسیقی کے علوم کے ماہر تھے۔ حنفی مذہب سے تعلق تھا۔ آپ ۸۶۱ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی اہم کتب یہ ہیں: فتح القدير(ہدایہ کی شرح) التحرير في الاصول(معجم المؤلفين لعمر رضا كحالة ۲۶۴/۱۰' الفوائد البهية للكنوى'ص ۱۸۰'ومابعد- الضوء اللامع للسخاوى ۱۲۷/۸'شذرات الذهب لابن العماد ۲۹۸/۷ ومابعد' الدليل الشافى لتغرى بروى ۶۵۰/۲)

(۴) تيسير التحرير شرح على كتاب التحرير في اصول الفقه لابن الهمام'۶۶/۳

(۵) حوالہ بالا ' جزء ۳'ص:۶۶

علامہ ابن النجار(۱) نے لکھا ہے کہ صحابی تو وہ ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو زندگی میں دیکھا یا ملاقات کی اور اگر وہ (نعوذ باللہ) مرتد ہوا پھر مسلمان ہو گیا اور نبی اکرم ﷺ کو دوبارہ نہ دیکھا اور وہ مسلمان فوت ہوا تو وہ صحابی ہے۔

" الصحابی : من لقیه او رآه یقظة حیا مسلما ولو ارتد ثم اسلم، ولم یره ومات مسلما"(۲)

قاضی محب اللہ بن عبدالشکور(۳) نے بھی کہا ہے کہ جمہور اصولیین کے ہاں صحابی وہ مسلمان ہے جو اتباع و پیروی کیلئے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں طویل عرصہ رہا ہو۔

قاضی محب اللہ نے جمہور کی تعریف ان الفاظ میں لکھی ہے :

"مسلم طالت صحبته مع النبی ﷺ متبعا"(۴)

بعض دیگر علماء نے بھی صحابی کی تعریفیں کی ہیں۔ مثلاً :

حضرت سعید بن المسیبؒ(۵) نے صحابی کیلئے یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ

---

(۱) محمد بن احمد بن عبدالعزیز، ابن النجار حنبلی مصر میں پیدا ہوئے۔ اصول اور لغت کے ماہر اور فقیہ تھے۔ آپ ۹۷۲ھ میں فوت ہوئے آپ قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز رہے۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں : منتهی الارادات فی جمع المقنع، الکواکب المنیر المسمی بمختصر التحریر (معجم المؤلفین لعمر رضا کحالة ۲۷۶/۸)

(۲) شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۴۶۵/۲

(۳) محب اللہ بن عبدالشکور، البہاری، الھندی، الحنفی، آپ کا انتقال ۱۱۱۹ھ کو ہوا (ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسماعیل باشا ۴۸۱/۲)

(۴) المستصفی فی علم الاصول وبذیله فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت فی اصول الفقه المحب اللہ بن عبدالشکور ۱۵۸/۲

(۵) حضرت سعید بن المسیب بن حزن، تابعین کے سر تاج، مدینہ کے فقیہ الفقہاء۔ آپ اپنے زمانے میں فتوی دیا کرتے تھے حالانکہ اصحابِ رسول ﷺ زندہ تھے۔ آپ خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے۔ یہ علم آپ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر سے سیکھا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ، ولید اور سلیمان بن عبدالمالک کے مدینہ میں گورنروں کی طرف سے حضرت سعید بن المسیب نے تازیانوں اور قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مستقل مزاج اور متقی تھے۔ حکمرانوں سے دور رہتے تھے۔ آپ نے ۹۴ھ میں وفات پائی (الطبقات الکبری لابن سعد ۳۷۹/۲ ومابعد، سیر اعلام النبلاء للذھبی ۲۱۷/۴، تذکرة الحفاظ للذھبی ۵۴/۱، ومابعد، حلیة الاولیاء لابی نعیم الاصبهانی ۱۶۱/۲ ومابعد، طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۲۵، شرح الطیبی، ص ۲۴۰۔

کے ساتھ ایک سال یا دو سال ٹھہرا رہا ہو۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اس نے ایک یا دو غزوات میں شرکت کی ہو۔ حضرت سعید بن المسیبؒ کی تعریف کئی علماء نے نقل کی ہے :

"من اقام مع رسول اللہ ﷺ سنة"

"او سنتين وغزا معه غزوة او غزوتين"(۱)

علامہ واقدی (۲) نے اہل علم سے روایت کرتے ہوئے صحابی کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ اس نے بلوغت کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو۔ وہ کہتے ہیں :

"رایت اهل العلم يقولون كل من رای النبیؐ وقد ادرک الحلم فاسلم وعقل امرالدين ورضيه"(۳)

علامہ الماوردی (۴) "صحابی" کی تعریف میں کہتے ہیں کہ صحابی وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ہو کر رہ گیا ہو اور آپ ﷺ جس کے ساتھ مختص ہو گئے ہوں۔ وہ فرماتے ہیں :

"ان الصحابی ان يتخصص بالرسول ﷺ ويتخصص به الرسول ﷺ"(۵)

---

(۱) الکفاية للخطيب البغدادی ' ص ۲۹۷۔ التقريب للنووی 'ص: ۳۷' الخلاصة فی اصول الحديث للطيبی ص: ۱۲٤۔ تدريب الراوی للسيوطی ۲/۲۱۱' شرح مختصر الروضة للطوفی ۲/۱۸۵' علوم الحديث لابن صلاح ۲٦٤ ' كشف الاسرار لعبدالعزيز البخاری ۲/۷۱۲' كتاب جامع المعقول والمنقول للقلبوبی ۱/٥٦۔

(۲) ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد۔ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ بغداد کے قاضی بھی مقرر ہوئے۔ مغازی اور سیر کے بلند عالم مگر ہر قسم کے شخص سے روایت کرتے تھے۔ اس لئے ان کی حدیث کو ترک کرنے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ آپ کا انتقال ۲۰۷ھ میں ہوا (المعارف لابن قتيبة 'ص ۲۲٦' سیرا علام النبلاء للذهبی ٤/۸ ٥ ومابعد' تذكرة الحفاظ للذهبی ۱/۳٤۸' العبر للذهبی ۱/۲۷۷' جامع المسانيد للخوارزمی ۲/۳٥۳' معجم المؤلفين لعمر رضا كحالة ۱۱/۹٥۔

(۳) التقييد والايضاح للعراقی ۲۹٥' تدريب الراوی للسيوطی ۲/۲۱۲' الكفاية للخطيب البغدادی ٥۰

(۴) ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی۔ آپ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ اکابر شافعی فقہاء میں سے تھے۔ کئی شہروں کے قاضی رہے۔ معتدل خیالات کے حامل اور ثقہ تھے۔ آپ ۴۵۰ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی اہم کتب یہ ہیں :الاحکام السلطانية۔ الحاوی فی فقه الشافعية۔ ادب الدين والدنيا۔ التفسير۔ اعلام النبوة۔ سياسة الملک' قانون الوزارة (طبقات الشافعية الكبرى للسبكی ۳/۳۰۳' طبقات الشافعية للحسينی 'ص ۱٥۱ ومابعد' الفكر السامی للحجوی ۲/۳۸۸' معجم المؤلفين لعمر رضا كحالة ۷/۱۸۹

(۵) تدريب الراوی للسيوطی ۲/۲۱۳۔

محدثین اور اصولیین کی تعریفوں کا جائزہ

ایمان کی شرط: جمہور محدثین اور بعض اصولیین نے اپنی اپنی تعریفوں میں اس بات کا صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو یا آپ ﷺ کی صحبت میں رہا ہو۔ جبکہ جمہور اصولیین اور بعض محدثین نے ایمان کی شرط کا ذکر نہیں کیا۔

جن علماء نے اپنی تعریفوں میں صحابی کیلئے ایمان کی شرط کاذکر نہیں نہیں' اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ہاں یہ شرط ضروری نہیں ہے۔ اس امر میں علماء کا اتفاق ہے(۱) کہ صحابی ہونے کیلئے اس کا نبی اکرم ﷺ کی زندگی مبارک میں آپ ﷺ پر ایمان لانا لازمی ہے۔

جو شخص نبی اکرم ﷺ کا زمانہ نبوت پانے کے باوجود آپ پر ایمان لانے کی سعادت سے محروم رہا وہ آپ ﷺ کو دیکھنے' ملاقات کرنے یا آپ ﷺ کی صحبت میں رہنے کے باوجود صحابی نہیں ہے اگرچہ ایسے شخص کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا(۲) لہٰذا عہد رسالت کے تمام کفار صحابی کی تعریف سے خارج ہیں۔ حالانکہ ان کی اکثریت نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا وہ آپ کی مجالس میں بیٹھے اور آپ کا کلام سنا انہوں آپ کا زمانہ نبوت پایا مگر آپ پر ایمان نہ لائے۔

قرآن مجید میں اہل ایمان اور کفار دو الگ الگ گروہ قرار دیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار"(۳)

"والذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك اصحاب الجنة هم فيها خالدون"(٤)

"والذين كفروا وكذبوا باياتنا اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون"(۵)

---

(۱) شرح مختصر الروضة لطوفی ۱۸۵/۲ البحر المحیط للزرکشی ۳۰۳/٤

(۲) شرح الکوکب المنیر لابن النجار ٤٦٧/۲' المواهب اللدنية للقسطلانی ۳۷۸/۳

(۳) سورۃ الفتح: ۲۹

(۴) سورۃ البقرۃ: ۸۲

(۵) سورۃ البقرہ: ۳۹

منافقین بھی صحابیت کے دائرہ سے باہر ہیں۔ اگرچہ انہوں نے عہد نبوی ﷺ میں ہی قبولِ اسلام کا دعویٰ کیا تھا مگر وہ دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ قرآن مجید ان کے بارے میں کہتا ہے کہ جب یہ منافقین اہل ایمان سے ملتے تو کہتے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب علیحدگی میں اپنے لیڈروں جنہیں قرآن مجید نے شیاطین کہا ہے' سے ملتے تو ان سے کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں:

"واذالقوا الذین امنوا قالوا امنا۔ واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم' انمانحن مستهزء ون"(۱)

ایسے لوگ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہوتے ہیں۔ یہ نہ پورے کفر میں ہوتے ہیں اور نہ پورے ایمان میں۔ ان کی اس کیفیت کا ذکر قرآن مجید میں یوں آیا ہے:

" مذبذبین بین ذلک' لاالی هؤلآء ولا الی هؤلآء"(۲)

لہذا وہ تمام لوگ جو عہدِ رسالت ﷺ میں تمام عمر منافق رہتے جن کا نفاق مشہور ہوا اور وہ اسی حالت میں مر گئے وہ صحابہ نہیں کہلائیں گے (۳) مثلاً عبداللہ بن ابی (۴)

قرآن مجید نے منافقین کو کفار کے بھائی قرار دیا ہے: فرمان الٰہی ہے:

"الم ترالی الذین نافقوا یقولون لاخوانهم الذین کفروا من اهل الکتاب"(۵)

اہل کتاب میں سے جس نے سابقہ انبیاء کرام علیھم السلام پر ایمان لاتے ہوئے نبی اکرم ؐ

---

(۱) سورۃ البقرہ: ۱۴

(۲) سورۃ النساء: ۱۴۳

(۳) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ۵/۸۹

(۴) عبداللہ بن ابی سلول' قبیلہ بنی عوف سے تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ وہاں کے باشندوں کا سردار تھا۔ اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی قیادت کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے۔ عبداللہ بن ابی کی قوم نے اس کو اپنا حاکم بنانے کی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ اسے پہنانے کیلئے تاج بھی بنالیا گیا تھا۔ اس دوران اللہ کے حکم سے رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لے آئے۔ اس کی قوم نبی اکرم اللہ ﷺ پر ایمان لے آئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا اور سمجھنے لگا کہ اس کی حکومت اسلام نے چھینی ہے۔ وہ خود ناچار اسلام میں داخل ہو گیا لیکن کینے اور نفاق پر قائم رہا (السیرۃ النبویۃ لابن هشام ۲/۲۳۴ ومابعد)

(۵) سورۃ الحشر: ۱۱

کے مبعوث ہونے سے پہلے آپ سے ملاقات کی وہ بھی صحابی نہیں ہے(۱) کیونکہ ملاقات وہی معتبر ہے جو اعلانِ نبوت کے بعد ایمان کی حالت میں ہو۔ ایسے شخص کا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان تو ثابت ہے لیکن وہ نبی اکرم ﷺ کے اعلانِ نبوت سے قبل آپ پر ایمان لانے کا مکلف نہیں ہے۔ صحابیت کے دور کا آغاز اعلانِ نبوت سے ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کے نبی مبعوث ہونے کے بعد آپ ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ صرف آپ کے نبی ہونے کی شہادت دینا کافی نہیں ہے۔ اسی لئے ورقہ بن نوفل (۲) صحابی نہیں ہے حالانکہ اس نے آپ ﷺ کا نبی ہونا جان لیا تھا اور اس بات کی گواہی بھی دی تھی لیکن نبی اکرم ﷺ نے ابھی اعلانِ نبوت نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی دعوتِ اسلام کا آغاز فرمایا تھا۔ اسی طرح جس نے اس ایمان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوں گے لیکن وہ شخص آپ کی بعثت کا زمانہ نہیں پاسکا وہ بھی صحابی نہیں ہے۔ جیسے کہ بحیرہ راہب (۳) کسی شخص کے نبی ہوچکنے یا اس کے آئندہ نبی

---

(۱) الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر العسقلانی ۷/۱۔ نزهة النظر شرح نخبة الفكر لابن حجر العسقلانی ص: ۵۷، فتح المغیث للسخاوی ۸۲/٤

(۲) ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہؓ زوجہ رسول ﷺ کے چچازاد بھائی۔ انہوں نے نصرانی مذہب اختیار کیا تھا۔ عالم تھے، کتب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہونے کے بعد آپ کو حضرت خدیجہؓ ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر آئیں۔ اس نے واقعات سن کر کہا تھا: "اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک وہ ناموس آگیا جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا تھا۔ اب آپ کو جھٹلایا جائے گا اور تکلیف دی جائے گی۔ آپ کو شہر سے نکالا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی۔ اگر مجھے وہ دن نصیب ہوا تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا۔ اس نے نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دیا (الاصابة لابن حجر العسقلانی ۳۰٤/۱۰ وما بعد، اسد الغابة لابن الاثیر ٤١٦/٥ وما بعد، المعارف لابن قتیبة، ص ۲۷، السیرة النبویة لابن هشام ۲۰۲/۱ وما بعد، ۲٥٤/۱، السیرة النبویة لابن کثیر ۲٦٧/۱، ۳۹۹/۱، مسند ابی عونة ۱۱۱/۱)

(۳) حضرت نبی اکرم ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ جب بچپن میں شام کے سفر تجارت کی غرض سے گئے تو ان کا قافلہ ملک شام کے ایک مقام بصریٰ میں ٹھہرا جہاں بحیرا نامی ایک راہب کلیسا میں رہتا تھا۔ وہ نصرانیت کا بڑا عالم تھا۔ اس کے پاس ایک کتاب بھی تھی جس کا علم بحیرا کو تھا۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ کتاب اسے اس کے اسلاف سے ورثے میں ملی ہے۔ بحیرا راہب نے ابو طالب سے کہا تھا۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے دیکھ لیا اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا ہے انہوں نے جان لیا تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانا چاہیں گے کیونکہ تمہارے اس بھتیجے کی ایک بڑی شان ہونے والی ہے۔ پس اسے لے کر اس کے شہر چلے جاؤ۔ (السیرة النبویة لابن هشام ۱۹۱/۱-۱۹٤ وما بعد، السیرة النبویة لابن کثیر ۲٤۳/۱ وما بعد)

مبعوث ہونے کا محض علم دوسروں کو اس نبی پر ایمان لانے کا مکلّف نہیں بناتا۔ دوسروں پر ایمان لانے کی تکلیف اس وقت شروع ہوتی ہے جب نبی اپنی نبوت کا اعلان فرمائیں اور لوگوں کو دعوت الی اللہ دیں۔ ورقہ بن نوفل اور بحیرہ بن راہب دونوں ایمان لانے کے مکلّف نہیں تھے اس لئے کہ آپ ﷺ نے نہ تو ابھی اعلان نبوت فرمایا تھا اور نہ ہی کارِ نبوت کا آغاز فرمایا تھا۔ لہذا جب کسی کا نبی پر ایمان ہی ثابت نہ ہو تو وہ صحابی بھی نہیں ہے۔

البتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جس شخص نے اس ایمان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی کہ آپ اللہ تعالی کے نبی مبعوث ہوں گے، مگر وہ شخص زمانہ بعثت نہ پا سکا، اس شخص کے "صحابی" ہونے کا مسئلہ محل احتمال اور لائق نظر و فکر ہے (۱)

علامہ ابن حزم (م ۴۵۶ھ) نے لکھا ہے کہ وہ شخص بھی صحابی نہیں ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے کسی جرم میں سزا کے طور پر ملک بدر کر دیا ہو (۲) جیسے الحکم بن ابی العاص (۳)

صحابیت اور مسئلہ ارتداد: اگر کسی شخص نے حالتِ ایمان میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی پھر پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی میں یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد وہ شخص مرتد ہو گیا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تو وہ صحابی نہیں ہے۔ (۴)

(۱) نزهة النظر شرح نخبة الفكر لابن حجر العسقلانی ص۵۷، الاصبة لابن حجر العسقلانی ۱۰/۳۰۴ ومابعد، فتح المغيث للسخاوی ۴/۵۲

(۱) الاحكام فی اصول الاحكام لابن حزم ۵/۸۹

(۳) الحکم بن ابی العاص بن امیہ، ابو مروان، یوم فتح مکہ کو اسلام قبول کیا۔ مدینہ میں رہائش اختیار کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا۔ یہ طائف چلا گیا تھا۔ اس کی جلاوطنی کے اسباب میں ایک سے زیادہ اقوال ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے راز سن کر افشا کر دیتا تھا۔ آپ ﷺ کی نقلیں اتارتا تھا حتی کہ ایک دفعہ آپ نے خود اسے آپ کی نقلیں اتارتے دیکھ لیا تھا۔ وہ دیوار کے سوراخ سے نبی اکرم ﷺ کے گھر میں جھانکتا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں واپس مدینہ آ گیا اور ۳۲ھ کو فوت ہوا (الاستيعاب لابن عبدالبر ۳/۴۷ ومابعد الاصابة لابن حجر العسقلانی ۲/۲۷۱ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثير ۲/۴۸ ومابعد۔ مروج الذهب للمسعودی ۲/۳۴۳، الطبقات الكبرى لابن سعد)

(۴) شرح الكوكب المنير لابن النجار ۲/۴۶۷، فتح المغيث للسخاوی ۴/۸۳۔ نزهة النظر لابن حجر، ص۵۸، فتح الباری لابن حجر ۷/۳، الاصابة لابن حجر العسقلانی ۱/۸، حاشية البنانی ۲/۱۶۷، تيسير التحرير لامير بادشاه ۳/۶۶

مثلاً عبید اللہ بن جحش (۱) مقیس بن صبابہ (۲) اور ابن خطل (۳) وغیرہ۔ کیونکہ ان کا خاتمہ بالا یمان نہیں ہوا۔ ان کے اعمال صالحہ اور نبی اکرم ﷺ سے ملنے والی صحبت ضائع ہو گئی۔

اگر کسی شخص نے اسلام قبول کرنے کے بعد نبی اکرم ؐ سے ملاقات کا شرف پایا۔ وہ نبی کی حیات ہی میں مرتد ہو گیا۔ پھر اس نے اسلام قبول کر لیا اور دوبارہ ایمان کی زندگی میں نبی اکرم ؐ کی صحبت پائی اور وہ مسلمان ہی مرا تو ایسا شخص صحابی ہے (۴) مثلاً حضرت عبد اللہ بن ابی سرح (۵) کیونکہ ایسی صورت میں صحابی کی تمام شرائط اس میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً حالت ایمان میں نبی اکرم ؐ کی صحبت پانا اور ایمان پر موت ہونا۔

---

(۱) عبید اللہ بن جحش نے اسلام قبول کیا اور مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ وہاں جا کر وہ نصرانی ہو گیا اور حبشہ ہی میں نصرانیت کی حالت میں مر گیا تھا۔ شرح الطیبی ۱۲/۲۶۶، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۱/۲۳۸، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱/۳۵۸، فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۸/۱۶۲)

(۲) مقیس بن صبابہ یہ شخص بظاہر مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ آیا تھا۔ اس نے رسول اکرم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنے مقتول بھائی کا خون بہا لے لوں جو خطا میں قتل کیا گیا۔ آپ نے اس کے بھائی ہشام بن صبابہ کی دیت اسے ادا کرنے کا حکم دیا۔ مقیس نے دیت وصول کی وہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرا تھا کہ گیا اور اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا۔ اور مرتد ہو گیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۳/۳۰۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳/۲۹۸)

(۳) عبد اللہ بن خطل۔ اس شخص نے ارتداد بھی کیا تھا اور قتل بھی۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۴/۵۲)

(۴) التقیید والایضاح لعراقی ص ۲۹۲۔ مسلم الثبوت لمحب اللہ بن عبد الشکور ۲/۱۵۸ شرح الکواکب المنیر لابن النجار ۲/۴۶۸۔ نزہۃ النظر لابن حجر العسقلانی ۵۸۔ تیسیر التحریر لامیر بادشاہ ۳/۶۶

(۵) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح۔ فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا۔ ہجرت کر کے مدینہ آیا۔ کاتب وحی رہا۔ پھر مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ وہ بھاگ کر حضرت عثمانؓ کے پاس آ گیا۔ حضرت عثمانؓ اسے لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے اور اس کی امان اور بیعت چاہی۔ آپ نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد ہاں کہا۔ جب حضرت عثمانؓ چلے گئے تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ جب میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ روکے ہوئے تھے تو تم میں سے کوئی اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ آپ اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا کسی نبی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ آنکھوں کی خیانت کرے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں حضرت عبد اللہ بن ابی سرح نے افریقہ فتح کیا۔ ان کا انتقال ۳۶ھ یا ۳۷ھ کو ہوا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۴/۵۲۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب الحدود۔ باب الحکم فیمن ارتد ۳/۳۱۴۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۷/۴۹۶ وما بعد۔ الاستیعاب لابن عبد البر ۶/۲۲۰ وما بعد۔ الاصابۃ لابن حجر ۶/۱۰۰ وما بعد۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر ۳/۲۶۰)

اگر کسی نے نبی اکرم ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ سے ملاقات کی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی وفات سے قبل مرتد ہو گیا۔ پھر اس نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہی فوت ہوا مگر دوبارہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کی نبی اکرم ﷺ کو نہ دیکھا اور نہ ہی ملاقات ہوئی۔ یا وہ شخص جس نے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں ارتداد کا ارتکاب کیا پھر وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد دوبارہ مسلمان ہو گیا اور اسلام پر ہی وہ فوت ہوا مثلاً اشعث بن قیس (۱) اور عمرو بن معدی کرب (۲) وغیرہ۔ ایسے شخص کے "صحابی" ہونے میں علماء کی دو آراء ہیں۔

ا۔ پہلی رائے یہ ہے کہ ایسا شخص صحابی نہیں ہے۔ یہ رائے احناف اور مالکی علماء کی ہے (۳) ان کے نزدیک ارتداد سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ صحبت نبوی بھی نماز اور روزہ کی طرح اعمال میں سے ہے۔ رجوع سے قبل کی صحبت نبوی کی حیثیت ارتداد کی وجہ سے کافر کی صحبت نبوی جیسی ہو گئی جو اس نے حالت کفر میں کی۔ ارتداد سے صحبت بھی باطل ہو گئی جیسے نماز اور روزہ اور دیگر اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی مرتد اسلام قبول کر لے تو اس سے زمانہ ارتداد میں فوت ہونے والی نمازوں اور روزوں کا مطالبہ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ارتداد سے قبل

---

(۱) اشعث بن قیس بن معدی کرب۔ وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔ پھر یمن لوٹ گئے۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو مرتد ہو گئے۔ گرفتار ہو کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس لئے گئے۔ تائب ہو کر دوبارہ اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بہن کا نکاح ان سے کر دیا۔ جنگ یرموک اور جنگ قادسیہ میں شرکت کی۔ ۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ حضرت حسن بن علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی (الطبقات الکبری لابن سعد ۲۲/۶۔ الاصابة لابن حجر ۷۹/۱ ومابعد۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی ۳۷/۲ ومابعد۔ شرح الطیبی ۱۷۵/۱۲۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۲۴۹/۱ ومابعد۔

(۲) عمرو بن معدی کرب۔ ایک وفد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ پھر واپس اپنی قوم میں چلے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کے انتقال پر ارتداد کا گناہ کر بیٹھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں گرفتار ہو کر آئے۔ دوبارہ اسلام قبول کیا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے (الاصابة لابن حجر ۱۴۴/۷ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۲۶۱/۴۔ الاستیعاب لابن عبد البر ۷/۹ ومابعد)

(۳) فواتح الرحموت لعبد العلی محمد بن نظام الدین ۱۵۸/۲۔ البحر المحیط للزرکشی ۳۰۴/۴۔ حاشیة البنانی ۱۶۷/۲۔ تیسیر التحریر لامیر بادشاہ ۶۶/۳۔ التقیید والایضاح للعراقی ص ۲۹۲۔ شرح نخبة الفکر لعلی القاری ۱۷۶۔

اس پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور تکالیف کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ البتہ اگر وہ خود ارتداد سے قبل کے زمانہ میں اس کے ذمہ نمازوں اور روزوں کو ادا کرنا چاہے تو پھر اس پر یہ ادا واجب ہو گی۔ دیگر اعمال کی طرح صحبت بھی ارتداد سے باطل ہو جائے گی۔ مرتد کے رجوع کر لینے سے اس کی صحبت نہیں لوٹے گی۔

ان علماء کے نزدیک مرتد کا دوبارہ اسلام قبول کرنا جدید اسلام ہو گا۔ وہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے اشعث بن قیس کا "سیر الصحابہ" میں ذکر کیا ہے اس کی وجہ شائد یہ ہو کہ اشعث کی روایت مقبول ہے۔ روایت کے راوی کا حال جاننے کیلئے اشعث کا ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ ایسے راوی کا تزکیہ کیا جائے گا جس کی ظاہری عدالت پر اکتفا نہیں ہو گا کیونکہ وہ حقیقت میں صحابی نہیں ہے۔

۲۔ دوسری رائے جمہور محدثین اور علمائے شافعیہ اور حنابلہ کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے حالتِ ایمان میں صحبت نبوی سے فیض پانے کے بعد ارتداد کیا پھر اس نے رجوع کر لیا مگر دوبارہ ملاقات صحبت نصیب نہیں ہوئی اور مسلمان فوت ہوا صحابی ہے۔(۱) ارتداد سے سابقہ اعمال ضائع نہیں ہوتے۔ اسلام لانے کے بعد اس کی سابقہ صحبت لوٹ آئے گی۔ دوبارہ ملاقات یا صحبت کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ "سیر الصحابہ" پر لکھنے والوں نے حضرت شعث بن قیس کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ حضرت شعث بن قیس رحلتِ نبوی کے بعد مرتد ہوئے تھے۔ انہوں نے عہد ابوبکرؓ میں رجوع کیا تھا۔ محدثین کے اشعث کی احادیث کو مسانید میں بیان کیا ہے۔

ان کی ایک دلیل یہ روایت بھی ہے جو حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ (م ۳۲ھ) نے بیان فرمائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"انا فرطكم على الحوض ولانازعن اقواماثم لاغلبن عليهم فاقول رب اصحابي اصحابي فيقال انك لاتدري ما احدثوا بعدك"(۲)

---

(۱) الاصابة لابن حجر العسقلاني ۸/۱۔ البحر المحيط للزركشي ۳۰۴/۴۔ نزهة النظر لابن حجر العسقلاني ص۵۸۔ الاحكام في اصول الاحكام للآمدي ۹۰/۵۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۴/۷۔ مسلم الثبوت لمحب اللہ ۱۵۸/۲

(۲) صحيح مسلم كتاب الفضائل، باب حوض نبينا وصفاته ۲۳/۶

(میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔ اور چند لوگوں کے واسطے مجھ سے جھگڑا ہو گا۔ پھر میں غالب رہوں گا اور عرض کروں گا! اے میرے مالک یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ میرے اصحاب ہیں۔ جواب ملے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد جو نئی باتیں کیں۔)

نبی اکرم ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث میں مذکورہ لوگوں کے بارے میں جان لینے کے باوجود انہیں "صحابہ" کا نام دیا(۱)

مسئلہ زیر بحث میں جمہور علماء کی رائے لائق ترجیح ہے۔ جس کی مندرجہ ذیل چند اہم وجوہات ہیں

۱۔ ارتداد سے سابقہ اعمال اس مرتد کے ضائع ہوتے ہیں جو کافر ہو کر مرے۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والآخرة واولئک اصحاب النار وهم فیها خالدون"(۲)

(اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا تو اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں مین ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔)

مندرجہ بالا نص میں ارتداد کی صورت میں اعمال کے ضیاع کو کفر پر موت کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کہ اگر کوئی دینِ اسلام سے پھر جانے کے بعد دوبارہ اسلام قبول کر لے اور مومن ہو کر مرے تو اس کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت اشعث بن قیسؓ کے دوبارہ اسلام کو قبول فرمایا اور ان سے بیعت لی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"الاسلام یجبُّ ما کان قبله"(۳)

(اسلام تمام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔)

لہذا حضرت اشعث بن قیسؓ کے اسلام قبول کر لینے سے ان کا گناہِ ارتداد بھی ختم ہو گیا۔ جب ارتداد ختم ہو گیا تو اس کے اثرات بھی باقی نہ رہے۔

---

(۱) البحر المحیط للزرکشی ۴/ ۳۰۰

(۲) سورۃ آل عمران:۸۹

(۳) الطبقات الکبری لابن سعد ۷/ ۴۹۷

رؤیت کی شرط

بعض محدثین مثلاً علامہ ابو المظفر السمعانیؒ (م ۴۸۹ھ)، علامہ ابن الصلاحؒ (م ۶۴۳ھ)، علامہ نوویؒ (م ۶۷۶)، علامہ طیبیؒ (۷۴۳ھ) اور علامہ جرجانیؒ (م ۸۱۶ھ) وغیرھم کی تعریفوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا ضروری ہے۔

امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ)، علامہ ابن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)، امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ)، علامہ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) اور علامہ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) وغیرھم کے نزدیک صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا ضروری نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی صحبت وملاقات بھی کافی ہے۔ رؤیت نبوی یا صحبت رسول ﷺ دونوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا صحابی ہونا ثابت کردے گا۔

محدثین میں سے علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، علامہ ابوالحسن ابن الاثیرؒ (م ۶۳۰ھ)، علامہ عراقیؒ (م ۸۰۶ھ)، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) وغیرھم نے صحابی کے لئے یہ لازم ٹھہرایا ہے کہ اس کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات وصحبت ثابت ہو۔ ان علماء نے رؤیت کی بات نہیں کی۔

علامہ ابن قدامہؒ (م ۶۲۰) اور علامہ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے اپنی تعریفوں میں صحابی کیلئے رؤیت اور صحبت دونوں کا ذکر کیا ہے۔

جمہور اصولیین نے صحابی کیلئے رؤیت کو شرط نہیں بتایا بلکہ انہوں نے صحبتِ رسول اکرمؐ کی قید لگائی ہے۔ ان کے نزدیک صحابی ہونے کیلئے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ کو دیکھنا ضروری نہیں ہے۔

البتہ بعض اصولیین مثلاً قاضی ابو عبداللہ الصمیریؒ (م ۴۳۶ھ) قاضی ابو یعلیؒ (م ۴۵۸ھ)، علامہ ابن حاجبؒ (م ۶۳۰ھ)، علامہ آمدیؒ (م ۶۳۱ھ)، علامہ طوفیؒ (۷۱۲ھ) نے صحبت ولقاء کے ساتھ رؤیت کا ذکر بھی کیا ہے۔

جن محدثین نے صحابی کیلئے صرف رؤیت کی شرط عائد کی ہے اور صحبت وملاقات کا ذکر نہیں کیا ان پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ وہ حضرات جو کسی شرعی عذر ومانع کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کا دیدار نہ کرسکے، وہ اس شرط کے اطلاق سے صحابی کی تعریف سے خارج اور صحابیت

کے شرف سے محروم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابن ام مکتومؓ (۱) جو نابینا تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا نہیں تھا۔ جبکہ یہ ایک متفق علیہ بات ہے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ صحابہ کرامؓ سے تھے۔ (۲)

رؤیت کا زمانہ

جن علماء نے صحابی کیلئے رؤیت کی شرط عائد کی ہے ان کی اس شرط کی رو سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رؤیت کا کون سا زمانہ معتبر ہے۔ کیا رؤیت سے مراد نبی اکرمؐ کو دورانِ نبوت دیکھنا ہے یا یہ عام ہے اور اس شخص کا دیکھنا بھی رؤیت کہلائے گا جس نے نبی اکرمؐ کو قبل از بعثت دیکھا اور وہ نبی اکرمؐ کی بعثت سے قبل ہی دین حنیف پر فوت ہو گیا۔ مثلاً زید بن عمرو بن نفیل (۳)

علماء نے لکھا ہے کہ رؤیت وہی معتبر ہے جو نبوت کے بعد ہو (۴) کیونکہ نبوت سے

---

(۱) عبداللہ بن زائدۃ بن الاصم۔ ان کا ایک نام عمرو بن قیس بن زائدۃ بن الاصم ہے۔ اہل مدینہ ان کا نام عبداللہ کہتے ہیں۔ اہل عراق کے نزدیک ان کا نام عمرو ہے۔ آپ کی والدہ ام مکتوم تھیں ان کا نام عاتکہ بنت عبداللہ تھا۔ والدہ کے نام کی نسبت سے آپ ابن ام الکتوم مشہور ہیں۔ آپ بچپن میں نابینا ہوئے تھے۔ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ نبی اکرم ﷺ غزوات کو جاتے ہوئے اکثر آپ کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر جاتے۔ حضرت عمرؓ کی وفات (۲۳ھ) کے بعد آپ کا ذکر نہیں سنا گیا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد ۲۰۵/۴۔ الاستیعاب لابن عبدالبر ۳۵۱/۸، ۴۱/۷ ومابعد۔ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۸۱/۶ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۲۳۹/۳۔ حلیة الاولیاء لابی نعیم ۴/۲۔ سیر اعلام النبلاء للذہبی ۳۶۰/۱ ومابعد)

(۲) ارشاد الفحول للشوکانی ص ۱۰۸

(۳) زید بن عمرو بن نفیل نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ انہوں نے بتوں، مردار، خون اور بتوں کے پاس ذبح کئے جانے والے جانوروں سے ترک تعلق کر لیا تھا۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے روکتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب کی پرستش کرتا ہوں۔ ان کے بیٹے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور حضرت عمر بن الخطابؓ بن نفیل نے رسول ﷺ سے زید کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نعم فانه یبعث امة واحدة" ہاں کیونکہ وہ یعنی زید بن عمرو واحد امت کی شکل میں زندہ کیا جائے گا یعنی وہ اپنے عقائد کا ایک ہی فرد ہوگا (السیرۃ النبویة لابن ھشام ۲۳۹/۱ ومابعد)

(۴) التقیید والایضاح للعراقی ص ۲۹۵۔ فتح المغیث للسخاوی ۸۲/۴۔ المواھب اللدنیة للعسقلانی ۳۸۰/۳۔

قبل ایمان لانے کا کوئی مکلّف نہیں ہے اس لئے اس دوران نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ علامہ عراقی (م۸۰۶ھ) اور علامہ قسطلانی(۱) نے لکھا ہے (۲) کہ رؤیت کے بعد بعثت معتبر ہونے پر کسی نے اعتراض نہیں کی سوائے علامہ ابن مندہ (۳) کے۔ جنہوں نے زید بن عمرو بن نفیل کو صحابہؓ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو بعثت سے پہلے دیکھا اور وہ قبل از بعثت ہی وفات پا گیا تھا۔ علامہ ابن النجار (م۹۷۲ھ) نے "شرح التدریب" کے حوالے سے لکھا ہے کہ علامہ ابن مندہ (م۳۹۵ھ) نے جن کو صحابہ میں شمار کیا اس سے علامہ ابن مندہ کی مراد اصطلاحی صحبت نہیں بلکہ حکمی صحبت ہے (۴) یوں اس بات پر علماء کا اتفاق ثابت ہو گیا کہ اصطلاحی طور پر اسے صحابی کہا جائے گا جس نے نبی اکرم ﷺ کو دورانِ نبوت دیکھا ہو۔ اسی لئے حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ (۵) کو صحابہ میں شمار کیا گیا (۶) لیکن حضرت قاسم بن رسول اللہ ﷺ (۷) کو صحابہ

---

(۱) احمد بن محمد بن ابی بکر مصر کے شہر قسطلان کی نسبت سے قسطلانی مشہور ہوئے۔ علمائے شافعیہ میں سے تھے۔ آپ کی وفات ۹۲۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: ارشادالساری شرح صحیح البخاری، المواهب اللدنية۔ النورالقاطع فی مختصرالضوء اللامع (البدرالطالع للشوکانی ۱۰۲/۱) ومابعد۔ الفوائد البهیئة للکنوی ص۲۵۶۔ الفکر السامی للحجوی ۴۲۰/۲)۔

(۲) التقییدوالایضاح للعراقی ص۲۹۵۔ المواهب اللدنية للعسقلانی ۳۸۰/۳

(۳) ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد۔ اصفہانی کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث۔ آپ نے حدیث کے سماع کیلئے طویل سفر کیے۔ آپ ۳۹۵ھ کو فوت ہوئے۔ کتاب معرفة الصحابة آپ کی مشہور تصنیف ہے (تذکرة الحفاظ للذهبی ۱۰۳۱/۳)

(۴) شرح الکواکب المنیرلابن النجار ۴۶۷/۲

(۵) حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہ تھیں۔ آپ ۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ ۱۶یا ۱۸ماہ کی عمر پا کر ۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۰۵/۱ ومابعد۔ الاصابة لابن حجرالعسقلانی ۱۵۳/۱ ومابعد۔ اسدالغابة لابن الاثیر ۱۵۲/۱۔ معرفة الصحابة لابی نعیم الاصبهانی ۱۴۲/۲)۔

(۶) ملاحظہ ہو حوالہ بالا۔

(۷) حضرت قاسم بن رسول اللہ ﷺ۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد تھیں۔ آپ کے نام سے نبی اکرم ﷺ نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی اولاد میں سے سب سے پہلے وفات پانے والوں میں سے تھے۔ آپ کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ صرف سات ماہ زندہ رہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی عمر دو سال تھی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپ نے چلنا پھرنا شروع کر دیا تھا۔ (اسدالغابة لابن الاثیر ۳۸۷/۴)

میں شمار نہیں کیا گیا۔ (۱) حضرت قاسم بعثت سے قبل فوت ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ نے بعد از بعثت وفات پائی تھی۔

لقاء و صحبت کی شرط

اصولیین نے صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ کی صحبت کا پانا ضروری قرار دیا ہے۔ بعض محدثین مثلاً علامہ ابو المظفر سمعانیؒ (م ۴۸۹ھ)، علامہ ابن الصلاحؒ (م ۶۴۳ھ)، علامہ نوویؒ (م ۶۷۶ھ) اور علامہ طیبیؒ (م ۷۴۳ھ) نے علمائے حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کے ہاں صحابی وہ ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو۔ انہوں نے صحبت نبوی کا ذکر نہیں کیا۔ اصولیین نے صحابی کیلئے صرف صحبت کی شرط لگائی ہے۔ اکثر محدثین نے رؤیت اور صحبت دونوں کا ذکر کیا ہے۔ محدثین نے "لقاء" یعنی ملاقات کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جو "رؤیت" اور "صحبت" دونوں کو حاوی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ "لقاء" میں بیٹھنا، چلنا، لین دین و معاملہ کرنا اور ایک کا دوسرے کے پاس پہنچنا خواہ اس سے بات نہ کی ہو، سب شامل ہے۔ ایک کا دوسرے کو دیکھنا بھی لقاء میں شامل ہے خواہ یہ دیکھنا ارادۃً یا اتفاقاً ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

"والمراد باللقاء ماهو اعم من المجالسة والمماشاة ووصول احدهما الى الآخر وان لم يكالمه وتدخل فيه رؤية احدهما الآخر سواء ذلك كان بنفسه او غيره" (۲)

صحابی کا نبی اکرم ﷺ کی دنیوی زندگی مین آپ سے ملاقات کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی شخص نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پایا مگر وہ آپ ﷺ سے ملاقات اور آپ کی صحبت سے محروم رہا تو

---

(۱) مثلاً علامہ ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) "الاستیعاب" میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے "الاصابة" میں حضرت قاسم کا ذکر نہیں کیا۔ علامہ ابو الحسن ابن الاثیر (م ۶۳۰ھ) نے "اسد الغابة" میں کئی علماء کے اقوال نقل کئے ہیں کہ حضرت قاسم کا شمار صحابہ میں نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو: اسد الغابة ۳۵۷/٤)

(۲) حاشية لقط الدرر (بشرح متن نخبة الفكر لابن حجر العسقلاني - لعبدالله بن حسين ص ۱۱٤ - مزید ملاحظہ ہو: امعان النظر شرح نخبة الفكر لابن حجر العسقلاني، لمحمد اکرم انصرپوری، ص ٤٠١ - شرح نخبة الفكر لابن حجر العسقلاني، لعلي القاري، ص ۱۷۷

وہ صحابی نہیں کہلائے گا۔ اسی لئے حضرت اویس قرنی(۱) کو تابعین میں شمار کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ لیکن وہ دیدار و صحبت نبوی ﷺ سے محروم رہے۔ صحابی ہونے کیلئے صرف عہد رسالت میں اسلام قبول کرنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ سے ملاقات بھی پائی جانی چاہیے۔ جس نے زمانہ نبوی میں اسلام قبول کیا مگر ملاقات سے محروم رہا اسے اصطلاح میں مخضرم(۲) کہا جاتا ہے۔ صحابی کیلئے صرف زمانے کی شرط یحی بن عثمان بن صالح المصری کے نزدیک ہے جیساکہ اس کا ذکر علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے کیا ہے(۳)۔ یحی بن عثمان صحابی کیلئے رؤیت لقاء یا صحبت ضروری قرار نہیں دیتے۔ لیکن یہ رائے تمام محدثین اور اصولیین سے ہٹ کر ہے۔ کسی نے اس رائے کا اعتبار نہیں کیا۔ جس نے نبی اکرم ﷺ سے قبل از بعثت ملاقات کی اور آپ کے اعلان نبوت کے بعد وہ ایمان لے آیا مگر وہ حالت ایمان میں آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکا وہ بھی صحابی نہیں ہے(۴) کیونکہ اس کی نبی ﷺ

---

(۱) اویس بن عامرؒ آپ کے آباء اجداد میں سے ایک کا نام قرن تھا جس کی نسبت سے آپ قرنی مشہور ہوئے۔ یمن سے تعلق تھا۔ انہوں نے نبی اکرمؐ کا زمانہ پایا مگر آپؐ کا دیدار نہ کر سکے۔ حضرت اویس قرنی نے حضرت عمرؓ اور بعد والوں کو دیکھا۔ رسول اللہؐ نے آپ کو خیر التابعین کا لقب دیا۔ نبی اکرمؐ نے حضرت عمرؓ کو آپ کے بارے میں بشارت دی تھی۔ جب یمن سے فوجی مدد آئی تو حضرت عمرؓ نے آپ کو تلاش کیا اور پالیا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین میں آپ کی شہادت ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء للذهبي ۱۹/۴ ومابعد۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل اویس قرنی ۱۹۲/۶ ومابعد۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۱۶۱/۶۔ شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح ۱۸۱/۱۲۔ مرآۃ الجنان لليافعي ۱۰۲/۸۔ شذرات الذهب لابن العماد ۴۶/۱)

(۲) مخضرم کا شمار تابعین میں کیا جاتا ہے۔ وہ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں کو پاتا ہے مگر زمانہ اسلام میں نبی اکرمؐ سے ملاقات سے محروم رہتا ہے۔ مخضرم کا لفظ ''خضرمة'' سے ہے۔ جس کا معنی ہے ''قطع'' یعنی کاٹنا۔ مخضرم کو صحابہ کرامؓ کے طبقہ سے کاٹ لیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے مخضرم کہتے ہیں۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ مخضرم اس چیز کو کہتے ہیں جس کا معاملہ دو امور کے درمیان متردد ہو۔ کہ وہ چیز ادھر ہے یا ادھر ہے؟ مخضرم کا معاملہ بھی صحابہ کرامؓ اور تابعین کے درمیان متردد ہے۔ عہد رسالت پانے کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس کے تعلق کا احتمال ہوتا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ علوم الحدیث للحاکم النیشاپوری ص ۴۴۔ التقیید والایضاح للعراقی ص ۳۲۲ ومابعد۔ الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ص ۱۹۳۔)

(۳) تدریب الراوی للسیوطی ۲۱۲/۲

(۴) الاصابة لابن حجر العسقلانی ۷/۱۱۔ البحر المحیط للزرکشی ۳۰۴/۴۔ شرح الکواکب المنیر لابن النجار ۴۰۹/۲

سے پہلی ملاقات کفر کی حالت میں تھی۔ صحابی کہلانے کے لئے پہلی ملاقات کافی نہیں ہے۔ مثلاً عبداللہ بن ابی حمساء (۱) وہ خود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بعثت سے قبل نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز خریدی تھی۔ کچھ قیمت ان کے ذمہ واجب الاداء تھی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو بقیہ قیمت اسی جگہ ادا کریں گے۔ پھر وہ بھول گئے۔ تین روز کے بعد انہیں یاد آیا تو وہ دوڑے آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ اسی جگہ موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوان! مجھے بڑی مشقت میں ڈال دیا۔ میں یہاں تین روز سے تیرے انتظار میں ہوں:

"یافتی لقد مشققت علیی انا ھھنامنذثلاث انتظرک" (۲)

یہ واقعہ بعثت سے پہلے کا ہے۔ اس وقت ابن ابی الحمساء نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ بعد میں وہ دولتِ اسلام سے مالامال ہوئے مگر اسلام لانے کے بعد آپ کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ (۳)

جس نے بعثت کے بعد نبی اکرم ﷺ سے کفر کی حالت میں ملاقات کی اور آپ ﷺ کی وفات سے قبل وہ صاحبِ ایمان ہو گیا مگر ایمان لانے کے بعد اس کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ بھی صحابی شمار نہیں ہوگا کیونکہ ایمان کی حالت میں اس کی صحبت ثابت نہیں ہے۔ جو صحبت ثابت ہے وہ حالتِ کفر کی ہے۔ صحابی کیلئے حالتِ ایمان میں صحبت کا اعتبار ہوگا۔ اگر کسی مسلمان نے نبی اکرم ﷺ کو آپ کی وفات کے بعد مگر قبل از دفن دیکھا تو وہ بھی صحابی نہیں ہے۔ مثلاً ابو ذؤیب الھذلی شاعر (۴)

---

(۱) عبداللہ بن ابی الحمساء العامری۔ قبیلہ بنی عامر سے تعلق تھا۔ اہل بصرہ میں سے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مکہ کے رہنے والے تھے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۵۸/۶۔ الاصابۃ لابن حجر العسقلانی ۶۰/۷۔ شرح الطیبی ۲۶۶/۱۲

(۲) سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی العدۃ، ۵۶۰/۳

(۳) البحر المحیط للزرکشی ۳۰۴/۴۔ شرح الکواکب المنیر لابن النجار ۴۶۹/۲

(۴) خویلد بن خالد بن محرث الھذلی۔ ایک رائے یہ ہے کہ ان کا نام خالد بن خویلد ہے۔ ان کی کنیت ابو ذؤیب ہے۔ اسی سے وہ مشہور ہیں۔ شاعر تھے۔ جاہلی اسلامی تھے۔ عہدِ رسالت میں اسلام قبول کیا۔ حضور کے دیدار سے محروم رہے۔ نبی اکرم کی بیماری کی خبر ملنے پر ابو ذؤیب اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی وفات پا گئے ہیں۔ آپ نے نبی اکرم ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی۔ تدفین میں شرکت کی۔ نبی کی وفات پر شعر کہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں شریک ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی تقریر سنی۔ پھر ابو ذؤیب واپس اپنی قوم میں چلے گئے اور عہد خلافت حضرت عثمانؓ میں فوت ہوئے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲۳۲/۱۱ ومابعد۔ الاصابۃ لابن حجر العسقلانی ۱۲۴/۱۱ ومابعد۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر ۹۸/۶ ومابعد)

علماء نے اس رائے کو راجح قرار دیا ہے (۱) کیونکہ صحبت کیلئے ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اس دنیوی زندگی میں دیکھا ہو۔ لہذا ابو ذؤیب "صحابی" کی اصطلاحی تعریف میں نہیں آتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) اس مسئلہ میں کہتے ہیں کہ صحابی کہلانے کیلئے وہی صحبت حجت ہوگی جو نبی اکرم ﷺ کو دفن کرنے سے قبل ہو اور وہ اپنی دنیوی زندگی جاری رکھے ہوئے ہوں، جبکہ وفات پاجانے کے بعد آپ ﷺ کی زندگی دنیوی نہیں بلکہ اخروی ہے اور اخروی زندگی کے ساتھ دنیوی احکام تعلق نہیں رکھتے۔ علامہ حجر مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ شہداء کو زندہ کہا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود شہادت کے بعد ان پر مردہ لوگوں کے احکام جاری ہوں گے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اذ حجة من اثبت الصحبة لمن رآه قبل دفنه انه مستمر الحياة - وهذه الحياة ليست دنيوية وانما هي آخروية لا تتعلق بها احكام الدنيا فان الشهداء احياء ومع ذلك فان الاحكام المتعلقة بهم بعد القتل جارية على احكام غيرهم من الموتى" (۲)

اگر کسی شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کفر کی حالت میں ملاقات کی مگر وہ آپ ﷺ کی حیات کے بعد ایمان لایا تو وہ بھی صحابہ کرامؓ میں شمار نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کی بھی ایمان کی حالت میں نبی اکرم ﷺ سے آپ کی زندگی میں صحبت ثابت نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) البحر المحيط للزركشي ٣٠٥/٤ - شرح الكوكب المنير لابن النجار ٤٦٦/٢ - المواهب اللدنية للقسطلاني ٣٨٠/٣ فتح الباري لابن حجر العسقلاني ٣/٧ - فتح المغيث للسخاوي ٨٠/٤

(۲) فتح الباري لابن حجر العسقلاني ٣/٧

(۳) تدريب الراوي للسيوطي ٢٠٩/٢ - الاصابة في تميز الصحابة لابن حجر العسقلاني ٧/١ - تيسر التحرير لامير بادشاة ٦٦/٣

کیا صحبت کیلئے رؤیت ضروری ہے ؟

اصولیین کے نزدیک جس شخص کی نبی اکرم ﷺ سے صحبت ثابت ہو اس کا نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا ضروری نہیں (۱) ان کے ہاں وہ شخص بھی صحابی ہے جس نے آپ ﷺ کو دیکھا نہ ہو بلکہ صرف صحبت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہو۔

محدثین نے یہ کہا ہے کہ جس نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو دیکھ لیا اس کی صحبت ثابت ہو گئی۔ محض دیکھنا صحبت کیلئے کافی ہے (۲)

محدثین کے موقف سے صحبت کی کم از کم مدت کا پتہ چلتا ہے۔ ان کے نزدیک صحبت کیلئے اتنی مدت بھی کافی ہے جتنا وقت کسی کو دیکھنے میں لگتا ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا تو اس کی آپ ﷺ سے ملاقات کے باوجود صحبت ثابت نہیں ہو گی۔ کیونکہ اگر صحبت کیلئے دیکھنا لازمی قرار دے دیا جائے تو بعض صحابہ کرامؓ ''صحابی'' کی تعریف سے خارج ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ صحابہ ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ نابینا تھے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا تھا۔

علامہ قسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) نے محدثین کی دیکھنے کی شرط کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

''اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے کی قید اس وقت تک ہے جب تک کوئی مانع موجود نہ ہو (۳) اگر مانع موجود ہو تو پھر دیکھنے کی قید نہیں ہے۔ مثلاً نابینا ہونا، اندھیرا ہونا یا کسی چیز کی اوٹ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

صحابہ کرام سے یہ تصور بھی محال ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوں۔ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوں اور دیکھنے کی قدرت رکھنے کے باوجود نبی اکرم ﷺ کے رخ انور کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو محروم رکھیں۔ بغیر کسی شرعی مانع کے عندالملاقات نبی اکرم ﷺ کو جان بوجھ کر نہ دیکھنا حب رسول کے فقدان پر دلالت کرتا ہے۔ صحابہ کرامؓ جیسی ہستیوں سے یہ

---

(۱) البحر المحیط للزرکشی ۳۰۳/۴ ۔ ارشاد الفحول للشوکانی ص ۱۰۸

(۲) الاصابۃ لابن حجر العسقلانی ۷/۱ ۔ الباعث الحثیث لاحمد محمد شاکر ص ۱۷۰

(۳) المواہب اللدنیۃ للقسطلانی ۳۸۰/۳

بات بعید از امکان ہے کہ وہ بغیر کسی شرعی عذرومانع کے دانستہ طور پر رسول اکرم ﷺ کو نہ دیکھیں۔ صحابہ کرامؓ دیدارِ رسول ﷺ کے حد درجہ مشتاق رہا کرتے تھے۔

مثال کے طور پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص(۱) نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول بے شک آپ مجھے اپنی جان اور اپنے اہل وعیال اور والدین سے زیادہ پیارے ہیں۔ جب میں گھر میں ہوتا ہوں تو آپ مجھے یاد آتے ہیں۔ مجھے صبر نہیں آتا یہاں تک کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوتا ہوں اور آپ کو دیکھتا ہوں اور جب میں اپنی اور آپ کی موت کا تصور کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں انبیاء کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے۔ میں اگر جنت میں گیا بھی تو کسی ادنی مقام پر ہوں گا اور آپ کو دیکھ نہ سکوں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ابھی اس شخص کو کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے :

"من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا"(۲)

(یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدقین اور صالحین کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو ملیں)(۳)

طویل اور مطلق صحبت کا مسئلہ

اصولیین کے ایک گروہ نے "صحابی" کی تعریف میں جہاں صحبت نبوی کی شرط لگائی ہے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ یہ صحبت طویل ہو۔ ان کے نزدیک کسی شخص کے صحابی ہونے کیلئے اتنا کافی نہیں ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو محض دیکھا ہو یا آپ سے ملاقات کی ہو یا تھوڑی دیر کیلئے آپ کے پاس بیٹھا رہا ہو

---

(۱) علامہ بغویؒ (م ۵۱۶ھ) نے لکھا ہے کہ یہ شخص حضرت ثوبان بن بحدد تھے (معالم التنزیل للبغوی ۱/ ۴۵۰) حضرت ثوبانؓ خادم رسول ﷺ تھے۔ قبل ازیں وہ غلام تھے جنہیں نبی اکرم ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم چاہو تو اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ اور چاہو تو ہمارے ساتھ گھر میں رہو۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے۔ ان کا انتقال حمص میں ۵۴ھ کو ہوا۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲/ ۱۰۶ ومابعد۔ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۲/ ۲۹۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۱/ ۴۸۰ ومابعد۔ تفسیر ابن کثیر ۱/ ۵۲۳ ومابعد۔)

(۲) سورة النساء:٦٩

(۳) المواهب اللدنية للقسطلاني ٤/ ٦٨٩

بلکہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس کی طویل صحبت اور کثرتِ مجالس ضروری ہے۔

اس گروہ کے علمائے اصول اپنے موقف کی حمایت میں جو دلائل دیتے ہیں ان میں سے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

ا۔ اگرچہ "صحابی" کا لفظ "صحبۃ" سے مشتق ہے۔ لغوی اعتبار سے جو بھی کسی کی صحبت میں رہا ہو وہ اس کا صاحب ہے۔ صحبت طویل عرصہ کیلئے بھی ہو سکتی ہے اور قلیل المدت بھی۔ لیکن عرف میں "صاحب" کا اطلاق صرف اس شخص پر ہو گا جو اتنا طویل عرصہ اور کثرت سے کسی کے ساتھ رہا ہو کہ اس کو صحبت کہا جا سکے۔ لہذا عرف میں "صحابی" کا اسم صرف اس کیلئے استعمال ہو گا جس کی صحبت طویل اور مجلس کثرت سے ہو(۱)

علامہ غزالی(۲) نے بھی فرمایا ہے کہ عرف میں یہ اسم اس کیلئے خاص ہے جس کی صحبت کثرت سے ہو لیکن یہ اپنی وضع کے اعتبار سے محض صحبت چاہتا ہے جس کیلئے ایک گھنٹہ بھی کافی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"الاسم لا يطلق على من صحبه ' ثم يكفى الاسم من حيث الوضع الصحبة ولو ساعة ۔ ولكن العرف يخصص الاسم بمن كثرت صحبة" (۳)

---

(۱) نهاية الوصول للارموى ۲۹۰۹/۷ ۔ البحر المحيط للزركشى ۳۰۱/٤ ۔ جامع الاصول لمبارك ابن الاثير ۷٤/۱ ۔ المستصفى وبذيله فواتح الرحموت ۱۸۷/۲ ۔ كشف الاسرار لعبد العزيز البخارى ۷۱۲/۲ ۔)

(۲) ابو حامد محمد بن محمد الغزالی طوسی۔ آپ کے والد سوت کاتتے تھے۔ اس وجہ سے آپ غزالی کہلائے۔ ایک رائے یہ ہے کہ قریہ غزالہ کی نسبت سے غزالی مشہور ہوئے۔ فلسفہ 'تصوف' علم الکلام 'اصول وغیرہ کے بلند پایہ عالم۔ آپ کو حجۃ الاسلام کہا گیا۔ آپ ۵۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم تصانیف یہ ہیں : المستصفى' احياء علوم الدين' الوسيط ۔ كيمياء السعادة' المنقذ من الضلال' المنخول' تهافة الفلاسفة' الاقتصاد فى الاعتقاد (طبقات الشافعية الكبرى للسبكى ۱۰۱/٤ ومابعد ۔ تبيين كذب المفترى لابن عساكر ص ۲۹۱ ومابعد ۔ الفوائد البهية للكنوى ص ۲٤۳' طبقات الشافعية للحسينى ص ۱۹۲ ومابعد' الفكر السامى للحجوى ۳۹٤/۲)

(۳) المستصفى للغزالى ص ۱۳۱

علامہ اسفرائنی (۱) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ عرف میں صحبت کا لفظ اس کیلئے استعمال کیا جائے گا جو کسی دوسرے کی صحبت میں طویل عرصہ رہا ہو اور اس کی مجالس میں حاضر ہوا ہو اور بیٹھا ہو۔

"ان الصحبة فی العرف: عبارة عمن صحب غیرہ، فطالت صحبته له ومجالسته غیرہ"(۲)

۲۔ عرف میں کسی اسم کا استعمال لغت میں اس اسم کے استعمال پر مقدم ہوتا ہے (۳)

صحبت کے طویل ہونے کی تائید میں قاضی ابو بکر محمد بن الطیب الباقلانی (م ۴۰۳ھ) کہتے ہیں کہ امت اسم "صاحب" کا استعمال عرف میں اس شخص کیلئے کرتی ہے جس کا کسی کی صحبت میں طویل عرصہ سے رہنا ثابت ہو۔ کسی کے ساتھ تھوڑی دیر کیلئے ملاقات کرنا یا اس کے ہمراہ کچھ قدم چلنا اور اس سے کوئی بات سننا، اس کا صاحب ہونے کیلئے کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ کثرت صحبت اور ملازمت ضروری ہے اور عرف میں ایسی حالت رکھنے والے پر ہی اس اس کا اطلاق ہونا چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں:

"ومع ذلک فقد تقرر للامة فی أنهم لا یستعملون هذه التسمیة الا فیمن کثرت صحبته واتصل لقاءه، ولا یجرون ذلک علی من لقی المرء ساعة ومشی معه خطی، وسمع منه حدیثا، فوجب لذلک ان لا یجری هذا الاسم فی عرف الاستعمال الا علی من هذه الحالة"(۴)

---

(۱) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد ابراہیم لقب رکن الدین۔ فقیہ، متکلم، اصولی، مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے۔ شہر اسفرائن کی نسبت سے اسفرائنی کہلائے۔ رتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کا انتقال نیشاپور میں ۴۱۸ھ کو ہوا۔ آپ کی ایک اہم کتاب: جامع الحلی فی اصول الدین والرد علی الملحدین (شذرات الذهب لابن العماد ۲۰۹/۳ ومابعد۔ مرآۃ الجنان للیافعی ۳۱/۳۔ العبر للذهبی ۲۳٤/۲۔ وفیات الاعیان لابن خلکان ۲۸/۱۔ معجم المؤلفین لعمر رضا کحالة ۸۳/۱)

(۲) العدۃ فی اصول الفقہ لابی یعلی ۹۸۸/۳

(۳) تیسیر التحریر لامیر بادشاہ ۶۶/۳

(۴) الکفایة فی علم الروایة للخطیب البغدادی، ص: ۵۱

۳۔ نبی اکرم ﷺ کا صحابی ہونا ایک عظیم شرف و منزلت ہے جو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک صحبت میں رہ کر اس شخص کی طبیعت اور عادات ظاہر نہ ہو جائیں اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں کیسا رہا۔ جیسے کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سال تک رہا ہو۔ سال میں چار موسم آتے ہیں۔ جن میں انسانی مزاج تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یا اس شخص نے نبی اکرم ﷺ کی معیت میں کسی غزوہ میں شرکت کی ہو۔ غزوہ میں سفر کرنا پڑتا ہے جو کہ عذاب و تکلیف کی شکل ہے اور اس میں انسان کی عادات کا پتہ چلتا ہے۔ (۱)

۴۔ ایک مرتبہ حضرت انسؓ (۲) سے پوچھا گیا کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے ان (حضرت انسؓ) کے علاوہ کوئی اور باقی ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ حالانکہ اس وقت اعرابی لوگوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی جو نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کر چکے تھے۔ (۳)

۵۔ اگر صحبت کیلئے ملازمت یعنی ساتھ رہنا اور جدا نہ ہونا ضروری نہ سمجھا جاتا تو "اصحاب الجنۃ" (۴) اور "اصحاب القریۃ" (۵) اور "اصحاب الکھف" (۶) وغیرہ میں صحبت سے ملازمت مراد نہ لی جاتی۔

---

(۱) تیسیر التحریر لامیر بادشاۃ ۶۶/۳

(۲) انسؓ بن مالک بن النضر انصاری خادم رسول ﷺ: ہجرت مدینہ کے وقت حضرت انسؓ کی عمر دس سال تھی۔ ان کی والدہ حضرت ام سلیمؓ ان کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور آپ کی خدمت کرنے کیلئے ان کو پیش کر دیا۔ حضرت انسؓ نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی۔ حضور ﷺ نے ان کیلئے کثرت مال و اولاد کی دعا فرمائی۔ ان کی صلب سے ۸۰ سے زیادہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۱۰۰ سے زیادہ لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان کا باغ سال میں دو پھل لاتا۔ وہ لکھنا جانتے تھے اور مکثرین میں سے تھے۔ آپ کے سال وفات کے بارے میں زیادہ اقوال ہیں۔ ۹۰ھ '۹۱ھ '۹۲ھ اور ۹۳ھ۔ وہ بصرہ میں فوت ہونے والے سب سے آخری صحابی تھے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲۰۵/۱ وما بعد' تذکرۃ الحفاظ للذھبی ۴۴/۱' جامع المسانید ۳۴۵/۲' شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح ۱۷۴/۱۲' سیر اعلام النبلاء للذھبی ۳۹۵/۳۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۱۷/۷۔ الاصابۃ لابن حجر ۱۱۲/۱ وما بعد' اسد الغابۃ لابن الاثیر ۱۲۹۴/۱...

(۳) فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۳/۷

(۴) "ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فاکھون" سورۃ یسن: ۵۵

(۵) "واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ" سورۃ یسن: ۱۳

(۶) ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم" سورۃ الکھف: ۱۸

تمام محدثین اوراصولیین کے ایک گروہ جن میں علامہ ابن حزم (م ۴۵۶ھ) قاضی ابویعلی (م ۴۵۸ھ)' علامہ ابن صاحب (م ۶۳۰ھ)' علامہ آمدی (م ۶۳۱ھ' علامہ طوفی (م ۷۱۲ھ) علامہ تاج الدین سبکی (م ۷۷۱ھ)' علامہ زرکشی (م ۷۹۴ھ)' علامہ ابن اللحام (م ۸۰۳ھ)' علامہ ابن النجار (م ۹۷۲ھ) اور علامہ شوکانی (م ۱۲۵۵ھ) وغیرھم شامل ہیں' کے نزدیک صحبت کیلئے طویل ہونا شرط نہیں بلکہ مطلق صحبت کافی ہے۔ان علماء کے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ''صحابی'' کالفظ لغت میں اپنی وضع کے اعتبار سے ''صحبة'' سے مشتق ہے۔ صحبت سے مراد صاحب کا مصحوب کے ساتھ اکٹھا ہوتا ہے۔ خواہ صاحب کا مصحوب کے ساتھ یہ اجتماع اور مصاحبت تھوڑی دیر کیلئے ہو یا زیادہ عرصہ کیلئے ہو۔ کیونکہ صحبت قلیل اور کثیر دونوں مدتوں کیلئے ہوتی ہے (۱) مثلاً میں فلاں کے ساتھ ایک گھنٹہ رہا یا میں فلاں کے ساتھ ایک سال رہا یا میں فلاں کے ساتھ ساری عمر رہا'' صاحب'' کی مثال ایسے ہی ہے جیسے'' ضارب'' اور'' شاتم'' کسی نے ایک بار مارا یا کئی مرتبہ مارا وہ ضارب ہی کہلائے گا۔ اسی طرح کسی نے ایک گالی دی یا زیادہ گالیاں دیں وہ شاتم ہی کہلائے گا۔ جس نے مارا وہ ضارب ہے اور جس نے گالی دی وہ شاتم ہے۔ اسی طرح جو جس کے ساتھ اور جس کی صحبت میں رہا وہ اس کا صاحب ہے۔

علامہ ابن حزم (م ۴۵۶ھ) ان بارہ ہزار افراد پر بھی نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہنے کا اطلاق کرتے ہیں جنھوں نے غزوہ حنین (۲) میں شرکت کی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک (۳) میں شامل افراد کی تعداد اس سے بھی زیادہ تھی۔ عرب کے تمام قبائل کے جوان آپؐ کے ساتھ تھے ان کی تعداد بیس ہزار سے زائد تھی۔ وہ سب رسول اکرمؐ کے اصحاب تھے (۴)

---

(۱) الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی ۱۳۱/۲' الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ۹۱/۵' التمہید للکلوذانی ۱۷۳/۳۔ العدة فی اصول الفقه لابی یعلی ۹۸۸/۳' نہایة الوصول للارموی ۲۹۰۹/۷۔ شرح مختصر الروضة للطوفی ۱۸۰/۲' ۱۸۶/۲' منتهی الوصول لابن رجب' ۸۱' الکفایة فی علم الروایة للخطیب البغدادی' ص ۵۱' التقیید والایضاح للعراقی' ص ۲۹۶

(۲) مکہ کے قریب حنین کے مقام پر ۸ھ کو مسلمانوں نے بنو ھوازن اور بنو ثقیف قبائل کے خلاف غزوہ میں فتح پائی۔ (السیرة النبویة لابن هشام ۸۰/۴۔ معجم البلدان للیاقوت الحموی ۱۷/۲)

(۳) وادی القری اور شام کے درمیان ایک جگہ تبوک جہاں ۹ھ کو رومیوں کے خلاف غزوہ برپا ہوئی اور مسلمان فتح یاب ہوئے (السیرة النبویة لابن هشام ۱۵۹/۴۔ معجم البلدان للیاقوت الحموی ۱۷/۲)

(۴) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ۹۱/۵

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید الخدریؓ (۱) سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"یاتی علی الناس زمان یغزوفئام من الناس فیقال لھم فیکم من رای رسول اللہ ﷺ فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغزوفئام من الناس فیقال لھم ھل فیکم من رای من صحب رسول اللہ ﷺ فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغزوفئام من الناس فیقال لھم فیکم من رای من صحب من صحب رسول اللہ ﷺ فیقولون نعم فیفتح لھم" (۲)

(لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمیوں کے گروہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو تو لوگ کہیں گے ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر لوگوں کے گروہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو دیکھا ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں پھر ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر آدمیوں کے گروہ جہاد کریں گے تو پوچھا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جس نے صحابی کے صاحب کو دیکھا ہو یعنی تبع تابعین میں سے ہے لوگ کہیں گے ہاں تو ان کو فتح ہو جائے گی۔

صحیح مسلم ہی میں حضرت ابو سعید الخدریؓ سے ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"یاتی علی الناس زمان یبعث منھم البعث فیقولون انظروا ھل تجدون فیکم احد من اصحاب النبی ﷺ فیوجدالرجل فیفتح لھم بہ ثم یبعث البعث الثانی فیقولون ھل فیھم من رای اصحاب النبی ﷺ فیفتح لھم ثم یبعث البعث الثالث فیقال انظرواھل ترون فیھم من رای من رای

---

(۱) سعد بن مالک بن سنان کنیت ابو سعید۔ آپ کے جد امجد میں سے ایک خدرۃ بن عوف تھے۔ اس نسبت سے الخدری کہلائے۔ آپ انصاری تھے۔ حافظ حدیث اور مکثرین میں سے تھے۔ فقہاء صحابہ میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کا انتقال ۷۴ھ کو ہوا۔ بعض کے نزدیک آپ کا سال وفات ۶۳ یا ۶۴ یا ۶۵ھ ہے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲۸۴/۱۱، الاصابۃ لابن حجر ۱۶۵/۴ ومابعد۔ اسدالغابۃ لابن الاثیر ۴۵۱/۲ ومابعد۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی ۱۶۸/۳ ومابعد۔)

(۲) صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ باب فضائل الصحابۃ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ۱۸۶/۶

اصحاب النبی ﷺ ثم یکون البعث الرابع فیقال انظرواھل ترون فیھم احدا رای من رای احدارای اصحاب النبی ﷺ فیوجدالرجل فیفتح لھم بہ"(۱)

(لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمیوں کے گروہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو تو لوگ کہیں گے ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر لوگوں کے گروہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو دیکھا ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں پھر ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر آدمیوں کے گروہ جہاد کریں گے تو پوچھا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جس نے صحابی کے صاحب کو دیکھا ہو یعنی تبع تابعین میں سے ہے۔ لوگ کہیں گے ہاں تو ان کو فتح ہو جائے گی۔

علامہ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدریؓ (م ۷۴ھ) سے روایت کردہ مندرجہ بالا حدیث دو چیزوں پر کرتی ہے:

۱۔ صاحب نبی ﷺ وہ ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو آپ پر ایمان لاتے ہوئے دیکھا ہو۔ خواہ اس کی صحبت قلیل ہو۔

۲۔ لفظ "صحب" جنس ہے جس کے تحت کئی انواع ہیں۔ لہذا یہ کہا جاتا ہے: وہ اس کی صحبت میں ایک ماہ رہا اور ایک گھنٹہ رہا۔

وہ فرماتے ہیں:

"وحدیث ابی سعید ھذا یدل علی شیئین: علی ان صاحب النبی ﷺ ھو من رآہ مومنا بہ وان قلت صحبتہ کما قد نص علی ذلک الائمۃ احمد وغیرہ۔ وقال مالک: من صحب رسول اللہ ﷺ سنۃ او شھرا او یوما او

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل ۔باب فضائل الصحابۃ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ۱۸۶/۲
صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:
"یاتی علی الناس زمان فیغزوفئام من الناس فیقولون فیکم من صحب رسول اللہ ﷺ"
اس روایت میں ہر جگہ "رای" کی بجائے "صحب" استعمال ہوا ہے (صحیح بخاری۔ کتاب الانبیاء باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۳۵۷/۲' باب فضائل اصحاب النبی ﷺ ۳۷۶/۲)
مزید ملاحظہ ہو شرح السنۃ للبغوی ۷۴/۱۴' مسند ابی یعلی ۴۵۹/۱

رآه مؤمنا به فهو من اصحابه' له من الصحبة بقدر ذلک۔ وذلک ان لفظ الصحبة جنس تحتة انواع يقال صحبة شهراء وساعة"(۱)

۳۔ جہاں تک "اصحاب الجنة" اور " اصحاب القرية" وغیرہ میں صحبت سے ملازمت مراد لینے کا تعلق ہے اس کے جواب میں علامہ ابن حاجب (م ۶۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ خاص کی نفی کرن سے لازم نہیں آتی۔

"فهمت الملازمة فيماذكر عرفا۔ ونفی الاخص لايستلزم نفی الاعم"(۲)

کچھ اصولیین نے "صحابی" کیلئے "طویل صحبت" کے ساتھ ساتھ "کثرتِ مجالس" کی شرط بھی عائد کی ہے۔ علامہ کلوذانی (م ۵۱۰)' علامہ ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ) اور علامہ نووی (م ۶۷۷ھ) وغیرہ نے اصولیین کی جو تعریفیں نقل کی ہیں ان میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کثرت سے مجالس ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس شرط کی موجودگی میں اصولیین کے نزدیک وہ حضرات کرام جو مختلف وفود کی شکل میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے' آپ کے پاس کچھ دیر ٹھہر کر اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے اور دوبارہ نبی اکرم ﷺ سے ملاقات نہیں کی تو وہ "صحابہ" شمار نہیں کئے جائیں گے۔

مثلاً علامہ ابن فورک (م ۴۰۶ھ) نے وفود کو صحابہ میں شمار نہیں کیا(۳) اسی طرح علامہ ابو الحسین البصری (م ۴۳۷ھ) نے وفود کے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں صحابی نہیں کہا جائے گا کیونکہ وہ زیادہ دیر نبی اکرم ﷺ کے پاس نہیں ٹھہرے:

"ومن رآه من الوافدين عليه وغيرهم ولم يطل المكث لايسمى صحابيا"(۴)

لہذا طوالتِ صحبت اور کثرت مجالس کے مسئلہ پر اصولیین کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے اور دوسرا قول اپنے دلائل کی روشنی میں راجح معلوم ہوتا ہے۔ جیسے تمام محدثین اور اصولیین کے ایک گروہ نے اختیار کیا ہے۔

---

(۱) مجموع فتاوی ابن تیمیۃ ۲۰/ ۲۹۸

(۲) منتھی الوصول لابن حاجب' ص ۸۱

(۳) البحر المحيط للزركشي ۴/ ۳۰۱

(۴) المعتمد فی اصول الفقه لابی الحسين البصری ۲/ ۱۷۲